# DAMAGE BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_226057
UNIVERSAL LIBRARY

هو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم

عند ذکر اولیاء اللہ تنزل الرحمۃ

OSMANIA UNIVERSITY
COLLEGE LIBRARY.

للہ الحمد

کتاب لاجواب معدن فضائل و مخزن کمالات مفاتیح الاعجاز

# شرح گلشن راز

مترجمہ عارف کامل واصل سرحلقۂ اہل دل مولانا و بالفضل اولانا
مولوی حاجی محمد عبد العزیز صاحب قادری شافعی خلیفۃ الشیخ حضرت
سید شاہ عمر صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ

سنہ ۱۳۲۳ ھ

در مطبع نظامی کن واقع بازار عیسی میاں طبع شد

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الحميد الحامد المحمود والصلوة والبركات والسلام على

حبيبه سيدنا وشفيعنا محمد صاحب المقام المحمود معدن الكرم ومنبع الجود

وعلى اخوانه من الانبياء والمرسلين وآله واصحابه وازواجه امهات المومنين

وعلى اهل البيت الطاهرين خصوصا على ولده سيد الشهداء سيدنا الحسين

واخيه وابيه وامه وبنيه وسائر الائمة المهديين وعلى محبوب سبحاني

رب العلمين غوث الثقلين الشيخ عبد القادر الجيلاني وعلى

جميع الصديقين والشهداء والاولياء والصلحين امين امين

امابعد فقیر حقیر پر تقصیر بندۂ ناچیز معترا از شعور و تمیز
محمد عبد العزیز قادری (ابن المرحوم المغفور غلام محمد) شافعی کان اللہ لہ
واحسن احوالہ و عاقبتہ مرید و خلیفۂ عارفِ کامل و اصلِ حق حضرت سید شاہ
محمد عمر الحسینی القادری الچشتی النقشبندی الرفاعی الحنبلی الحیدرآبادی
قدس اللہ سرہٗ العزیز۔ عرض پرداز ہے کہ غواصِ بحرِ معرفت و محبت
واقفِ رموزِ سلوکِ طریقت نجم الملتہ والدین سعد الدین محمود
شبستری التبریزی قدس سرہٗ نے سن (۷۱۷) سات سو سترہ ہجری میں
بجواب سوالاتِ حقایق آگاہ معارف دستگاہ امیر سید حسینی الخراسانی
مرید و خلیفۂ حضرت شیخ بہاءالدین ذکریا ملتانی (کہ خلیفۂ حضرت
شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم کے تھے) ایک
مختصر رسالہ منظومہ مسمیٰ بہ شرح گلشن راز۔ زبان فارسی میں تصنیف فرمایا
جس کے مطالعہ سے واضح ہوگا کہ اس میں کس خوبی سے ارباب
ذوق کے لئے حقایق و نکات بیان کئے گئے ہیں کہ وقت مطالعہ
دیدہ نمناک اور دل زنگ آلود پاک و صاف ہوجاتا ہے۔ آہ
سرد پردرد نکلتی ہے۔ پیچمیرز سے ایک دوست سراسر مغرب پوست۔
سالکِ طریقِ مودت و ساکنِ مقامِ محبت نے فرمایش کی اور اصرار
بے شمار فرمایا کہ تو شرح گلشن راز کا ترجمہ بزبان اردو کردے۔ لیکن
فقیر بسبب اپنی قلت بضاعت کے جسقدر اس امر مہتم بالشان
و اظہار اسرار غامضہ میں اقدام کرنے سے تامل کرتا تھا اسی قدر

استبداد و اصرار دوست صمیمی بڑہتا جاتا تھا۔ بالآخر استجازہ و استخارہ پر مجبور رہوا ملہم الصواب سے اجازت بابشارت ہوئی تخلف ناممکن تھا۔ بازدیاد مضامین متعلقہ ترجمہ لکھنا شروع کیا جسطرح کہ صفحہ (۵۷) سطر (۱۱) عزیز الآخرۃ مطبوعہ قاسم پریس مورخہ ۵ ار شعبان المعظم ۱۳۲۶ھ اور صفحہ (۱۴) سطر (۷) لمعات معرفت میں تذکرہ کیا گیا ہے۔ ترجمۂ مذکورہ کو پیر جوان مرشد کامل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت پسند اور جلد تکمیل کرنے کیلئے امر فرمایا تھا۔ بوجہ عدیم الفرصتی از کثرت کارہائے سرکاری و علالت پر ملالت مزاج یا یوں سمجھنا چاہئے کہ فقیر کے تقدیر میں اسیقدر حصہ لکھا تھا صرف (۱۸۶) ابیات کی شرح و ترجمہ سے زاید نہیں لکھی گئی تھی کہ دفعتہً رہبر طریقت کا وصال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ فقیر کے دل و دماغ پر وہ صدمہ پہونچا ہے کہ الامان۔ افسوس ہے کہ اب فقیر کا دماغ تکمیل ترجمہ کے بارگراں کا متحمل نرہا۔ اور طبیعت یہ بھی نہیں چاہتی کہ یہ گنجینۂ اسرار یوں ہی بیکار و کرم خوردہ ہوجائے لہذا بموجب وعدۂ مندرجہ صفحہ (۱۴۹) و (۱۵۰) مقالات الطریقت مطبوعہ ۶ ر رجب المرجب ۱۳۳۱ھ ابیات کا ترجمہ مع مضامین شرحیہ پیش کش ارباب بصیرت ہے اور باقی ابیات بجنسہ (اس خیال سے کہ اصل رسالۂ منظومہ کی اشاعت ہو اور اس امید سے کہ شاید کوئی بندۂ خدا اس کی تکمیل و تشہیر فرمادے) درج ذیل ہیں۔

اہل فقر کی غرض و غایت یہی ہوتی ہے کہ بقدر اپنی استعداد کے احوال و مکاشفات سے اس طایفہ کے طالبان راہ علیہ محظوظ ہوں۔ جو کچھ انھوں نے سنا ہے عین بصیرت سے مشاہدہ کرلیں کیفیت وجدانی کو تعلیم و تعلم سے پانا ممکن نہیں۔ ع

کس لذت ایں بادہ چہ داند کہ نخوردہ است۔

**التجا** براہ مزید کرم نظم و نثر مضمون مندرجۂ نسخۂ ہذا کو بجز حضرات ذیفہم و اہل علم باطن کے کم سواد و بے استعداد بلا استمداد شیخ کامل کے مطالعہ نکریں ورنہ بجائے نفع کثیر کے نقصان عظیم متصور ہے۔

اے وحدۃ الوجود کے منکر و نصیحت مشفقانہ میں تمیز حاصل کرو کہ مسئلہ وحدۃ الوجود برحق و مسائل دینیہ میں اہم مسئلہ ہے ہر شخص کا ادراک اس کے فہم سے مقصر ہے اس لئے چاہئے کہ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۔ اِنَّ هٰذَا الشَّيْءُ عُجَابٌ ۔ نہیں سنی ہم نے یہ بات پچھلے دین کے تحقیق یہ ایک چیز ہے تعجب کی نہ کہیں وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ اور آئی بیہوشی موت کی سات حق کے یہ ہے وہ چیز کہ تھا تو اس سے مڑجاتا۔ معلوم ہوجائیگا۔ مَنْ جَهِلَ شَيْئًا عَادَاهُ ۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ جسکو جس علم سے کچھ بہرہ نہیں ہوتا ہے وہ اس کا منکر ہوجاتا ہے لغو سمجھتا ہے۔ جس طرح علم حکمت وغیرہ کے باوجود نادانستگی قائل ہیں علم حقایق و معارف کو بھی تسلیم کرنا چاہئے۔ اگر یہ مسئلہ

وحدۃ الوجود سمجھ میں نہ آئے تو شرعی طور سے اسقدر اعتقاد رکھے کہ یہ تمام عالم حادث و مصنوع ہے اور خداوند عالم قدیم و صانع ہے۔ اس حادث کو اُس قدیم سے کسطرح کا رابطہ ہے اور صانع و مصنوع میں کسطرح علاقۂ عینیت ہے یا غیریت محض ہے اس سے ساکت رہے۔ جبتک شیخ کامل سے ملاقات ہو اور وہ تیرے شکوک کو رفع کرکے اس مسئلہ کو اچھی طرح سمجھائے گا تقرب الٰہی بڑہتا جائے گا۔ ورنہ کچا صوفی پکا ملحد بنجائیگا ظاہر شرع بھی ہاتھ سے جاتی رہے گی لہذا اس مسئلہ سے بعوض صریح انکار کے صرف اسقدر رکہنا اور یقین کرنا کافی ہوگا کہ جو کچھ رسول اللہ صلعم خدا تعالی کے نزدیک سے لائے ہیں ان تمام امور پر میں ایمان لایا ہوں وبس۔ واللہ الموفق بالخیر۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

**معذرت** ۔ فقیر حقیر اہل زبان نہیں ہے ناظرین سے استدعا ہے کہ طرز بیان سے قطع نظر فرماکر عفو کی بھاری نظر ڈالیں اور اصل مضامین پر غور کافی فرمائیں کہ چشم گریاں سینہ بریاں دل سوزاں ہوجاتا ہے

کسانیکہ یزداں پرستی کنند ( بکو ) بہ آواز دولاب مستی کنند

**شکریہ** ۔ باخدا اکرم فرماں برادر طریقتی مولوی محمد علی صاحب قادری علم دوست و عالم معتمد سمستان جٹ پول کو خدا تعالے نے دنیا میں پریشانی نہ دی اور اسباب جمعیت کو آمادہ فرمایا

اور پھر دین کی طرف متوجہ اور اس کا ہمدرد بنایا یہ اس کا
انعام و احسان ہے بتدریج تتر سبیل رقم اس کے طبع میں حصہ
لینا اور معاون ہونے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء
قدر علم عالم بداند و قدر جوہر جوہری۔ ه

سعد۔ از زبانِ بلبل تاریخ آں شنیدہ
فصلِ بہار از سرِ آمد بہ گلشنِ راز

۳۳ ۱۳ھ

## قطعہ تاریخ حاجی غلام محمد صاحب شوق قادری ابوالعلائی

عبد العزیز عزیز جہاں صاحب مذاق
ہم خادم و خلیفۂ سید شہ عمر
صد آفریں بہ جانِ عزیز موزوں
بخشد خدا صلہ بطفیل پیامبر
منظوم شرح گلشن رازیست فارسی
در نثر اردو ترجمہ او کرد خوبتر
واللہ عجیب نسخۂ تازہ کن دماغ
باشد زبہر ذوق فزا صاحب ہنر
با فرط شادمانی و جوش مذاق شوق
تاریخ طبع از سرِ جاں گفت مختصر
۱۳۳۳ھ

## از طبع زاد مولوی عبدالعزیز صاحب مہاجر

بیا بیا و دریں گلستاں تفرج کن۔
نوائے بلبلِ شیدا شنو تعرج کن
ز چشمہ ہائے دل آویزاں تمتع گیر۔
ز قطرہ بحر شو و زود تر تموج کن

---

چہ سعی مولوی عبدالعزیز ست
بہ بین تازہ بہارِ گلشن راز
نوشتنم سالِ این تالیف لمعہ
ہمین تازہ بہارِ گلشن راز

۱۳۰۳ ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنام آنکہ جان را فکرت آموخت
چراغِ دل زِ نورِ جاں برافروخت

اُس کے نام سے شروع کرتا ہوں جس نے جان کو فکر سکھلائی چراغِ دل کو نورِ جان سے روشن کیا۔

اصحاب ظاہر و اہل باطن ان دونوں کے پاس فکر معتبر ہے۔ کیونکہ فکر حقیقت میں سیر معنوی ہے۔ ظاہر سے باطن کی طرف۔ اور صورت سے معنی کی جانب۔ لیکن اصحابِ ظاہر معرفت الٰہی کو نظر و استدلال سے حاصل کرتے ہیں۔ اور ارباب باطن کشف سے۔ اسی لئے فکر کی تعریف کی

اور جبکہ انسانیت انسان کی دل کے سبب ہے۔ کیونکہ دل تفصیل علم و کمالات روح کا محل ہے۔ اور تقلب ظہورات الٰہی بسبب شیونات ذاتی کے جو ہوتے ہیں اس کا مظہر ہے۔ اس لئے اوس کا نام قلب ہوا دوسرے مصرع میں اسی وجہ سے اس کا ذکر فرمایا اور دل۔ روح اور نفس کے درمیان ہیں واسطہ ہے روح سے مستفیض اور نفس پر مفیض ہے اسی لئے کہا چراغ دل۔ الخ۔ اور دل کو چراغ سے اِس لئے منسوب کیا کہ جیسے اندھیرے ہیں ادراک اشیا بواسطۂ نور چراغ ہوتا ہے۔ اسی طرح رویت جمال وحدت حقیقی تاریکی کثرت ہیں بجز صفائی دل حاصل نہیں ہو سکتی۔ ع

جامِ جہاں نما دل انسان کامل است
مرآۃ حق نما بہ حقیقت ہمیں دل ست
دل مخزنِ خزاینِ سرِّ الٰہی ست
مقصودِ ہر دو کون نہ دل جو کہ حاصل ست

اور نور کو جان سے اس لئے نسبت دی کہ بسبب صفائی تجرد کے مجلّا اور کدورات تعلق سے معرا ہے۔ اور عقل۔ و روح و سر و خفی و نفس ناطقہ و قلب یک حقیقت ہیں کہ مراتب میں بحسب ضرورت بواسطۂ اختلافِ صفات کے یہ مختلف نام پیدا ہوے۔ اور ہر نام بہ اعتبار صفتِ خاص کے ہے۔ چنانچہ عقل اس حیثیت سے کہتے ہیں

وجہ تسمیہ روح و نفس و عقل وغیرہ۔

کہ تعقل اپنی ذات وموجودات کا کرتی ہے۔ اور اشیاء کو جانتی ہے۔ اور جان فارسی لفظ روح کی معنی ہیں ہے۔ اور روح اس لئے نام ہوا کہ اپنی ذات سے زندہ ہے۔ اور غیر کو زندہ کرنے والی ہے۔ اور ستر اس لئے نام ہوا کہ اہل دل کے سوائے کوئی اوسے ادراک نہیں کرسکتا۔ اور خفی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ عرفا وغیرہم پر بھی اس کی حقیقت مخفی ہے۔ اور نفس ناطقہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہی مدرکہ کلیات ہے۔ اور قلب اس جہت سے نام ہوا کہ شیونات الٰہی کا مظہر ہے اور ہر لحظہ اوس سے دوسرا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ اور ایک صفت سے دوسرے صفت کے طرف منقلب ہوتا ہے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ وہ منقلب ہے درمیان میں اون دو وجھوں کے کہ ایک حق کے جانب۔ اور دوسری خلق کے جانب ہے اور حق سے مستفیض اور خلق پر مفیض ہے۔ چونکہ نشار انسان کامل اول الفکر وآخر العمل ہے اسی لئے منعم کی اوس نعمت کا ذکر سب سے پہلے فرمایا کہ جو مخصوص انسانی ہے۔ پھر اوس نعمت کا ذکر فرمایا جو عالم وآدم کو شامل ہے۔ تا خصوصیت آدم اور اوس کا تقدم ذاتی جو عالم پر ہے معلوم ہو جاوے چنانچہ فرمایا۔ ~~

زفیض ذاتش ہر دو عالم گشت روشن
زفیضش خاکِ آدم گشت گلشن

تجلی ظہوری دو قسم پر ہے۔ ایک عام دوسری خاص۔ عام کو تجلی رحمانی کہتے ہیں کہ افاضۂ وجود سات تمامی کمالات کے کل موجودات پر کرتی ہے۔ اور اس تجلی میں تمام موجودات برابر ہیں۔ مَاتَرٰی فِی خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ۔ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ۔ میں اس کے جانب اشارہ ہے۔ اور اس تجلی کو رحمت امتنانی کہتے ہیں۔ کیونکہ محض احسان وعنایت سے بغیر سابقۂ عملی کے عام طور پر افاضہ اس رحمت کا فرمایا ہے۔ اور فضل سے یہی تجلی مراد ہے۔ اور ہر دو عالم سے مراد غیب وشہادت اور دنیا وعقبی ہے۔ اور اسی تجلی نے انہیں روشن کیا ہے۔ ۵

| | |
|---|---|
| این بود ہر ذوات را شامل | ناقص از وے برابر کامل |
| کافر وکفر ومومن وایمان | ہمہ را اندرو مساوی دان |

دوسری تجلی کو جو خاص ہے تجلی رحیمی کہتے ہیں اس لئے کہ فیضان کمالات معنویہ مومنوں۔ اور صدیقوں اور اہل اللہ پر کرتی ہے۔ مثل۔ معرفت وتوحید ورضا وتسلیم وتوکل ومتابعت اوامر واجتناب از نواھی۔ اور اسی تجلی کو فیض سے تعبیر فرمایا۔ اس تجلی میں کافر مومن سے اور عاصی مطیع سے اور ناقص کامل سے ممتاز ہوا ہے۔ اور یہ فیض خاص ہے جس نے کہ طینتِ انسانی کو گلشن بنایا۔ اور ہزارہا پھول رنگارنگ معارف وتعینات کے اوس گلشن میں کھلائے اور چونکہ اظہار کمالِ ذاتی

اور اسمائی ساتھ قدرت قدیر اور ارادت مرید کامل الارادت کے واقع ہے اِس لئے فرمایا۔ ؎

توانائی کہ دریک طرفۃ العین
زکاف ونون پدید آورد کونین

یعنے ایسا قادر کہ ایک نظر اجمالی سے جو مراد اقتضائے ذاتی سے ہے محبت ظہور و اظہار کو کاف و نون سے کہ صورت ارادۂ کلیہ کی ہے ظاہر فرمایا۔ کونین یعنے اعیان ثابتہ تمام موجودات کے خواہ غیب ہوں یا شہادت (کہ ان اعیان کو صور علمیہ حق کہتے ہیں) ساتھ تجلی دوم کے کہ تجلی واحدیت والوھیت ہے تفصیل پاکر ایک دوسرے سے ممتاز ہوگئے۔ اور یہ مرتبہ تنزل مرتبۂ احدیت۔ ذات سے مرتبۂ اسما و صفات کے طرف ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ذات احدیت نے جب اقتضا التعین اول کا کیا کہ برزخ جامع درمیان وجوب و امکان کے ہے احدیت باعتبار شیون اسمار کے واحدیت والھیت ہوئی۔ اور اسی تعین اول کو عقل کل۔ قلم۔ روح اعظم۔ ام الکتاب حقیقت محمدی کہتے ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور ان اسما کی کثرت باعتبار اختلاف صفات ہے اور اعیان جمیع اشیا عالم غیب و شہادت کے کہ جسے کونین کہا ہے۔ صورت میں اس تعین اول کے بطور امتیاز کے علم حق میں

ثابت ہوئے اور ساتھ اس تجلی نفس رحمانی کے ظہور میں آئے اور نفس رحمانی سے مراد ظہور حق صور ممکنات میں ہے۔ اور یہی تجلی ہے کہ افاضۂ وجود جمیع موجودات پر کرتی ہے۔ اور پہلا مرتبہ کہ جس نے اس فیض کو قبول کیا تعین اول ہے۔ اِسی لئے فرمایا۔ ـــہ  نفس رحمانی

چو قافِ قدرتش دم بر قلم زد
ہزاراں نقش بر لوح عدم زد

یعنے ارادۂ آلہی و قدرت نامتناہی نے ساتھ نفس رحمانی کے جب ایجاد تعین اول کا کیا کہ قلم اسی سے مراد ہے ہزاراں نقش یعنے نقوشِ اعیانِ موجودات غیر متناہیۂ روحانی و جسمانی کو صفحہ عدم پر لکھا۔ اور اس عدم سے مراد عدم اضافی ہے۔ کیونکہ اعیان ثابتہ بہ نسبت وجود خارجی کے عدم کہلاتے ہیں۔ اور مراد اس سے کہ نقوشِ کثرت جو منتقش لوح عدم پر ہے۔ نہ یہ ہے کہ عدم ظرف اعیان ہوا ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ اعیان ثابتہ جس حالت میں کہ علم حق میں ہے متصف عدم خارجی سے ہے۔ پس گویا کہ عدم ثابت ہے۔ اور ساتھ قاف قدرت کے کہ پہلا حرف قدر کا ہے اشارہ ہے اس بات کا کہ اول مقدور کہ قدرت ساتھ اس کے متعلق ہوئی تعین اول ہے جسے قلم کہتے ہیں۔

ارشاد

ازاں۵ دم گشت پیدا ہر دو عالم
وزاں دم شد ہویدا جانِ آدم

یعنے اوس نفس رحمانی سے غیب وشہادت ساتھ تجلی شہودی حق کے ظہور پائی۔ اس ظہور حق کو۔صور مظاہر کونیہ میں نفس رحمانی کہتے ہیں۔نفس انسانی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں۔جس طرح کہ نفس انسان یعنے اوس کا دم خالص ہوا ہے اور جب مخارج حروف کو پہنچتا ہے متلبس صور حروف کے ہوتا ہے۔اسی طرح ذات احدیت کہ منزہ کثرت سے ہے جب آئینہ مظاہر امکانیہ میں تجلی کرتی ہے بسبب اظہار اسماء صفات کے ساتھ لباس کثرت کے متلبس ہوتی ہے۔اور اسی تجلی ظہوری سے کہ مراد نفس رحمانی سے ہے جان او رحقیقت آدم کہ جامع جمیع کمالات وجوبی و امکانی ہے ہویدا و ظاہر ہے۔ ۵

در آدم۶ شد پدید آں عقل و تمیز
کہ تا دانست ازاں اصل ہمہ چیز

جبکہ آدم مجلائے ذات و آئینہ جمیع اسماء و صفات الٰہی تھے البتہ عقل ممیز کہ مستلزم معرفت تامہ تھی نشأۃ ظہور میں آئی۔ کیونکہ ایجاد موجودات سے مقصود معرفت الٰہی ہے۔جسطرح حدیث قدسی میں ہے کہ داؤد علیہ السلام نے حضرت عزت سے سوال کیا کہ تو نے خلق کو کس لئے پیدا کیا۔وحی آئی

کہ کنتُ کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لکی اعرف
قران مجید میں بھی ۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ
مذکور ہے ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما لیعبدون کا معنی
لیعرفون فرماتے ہیں اور نہایت صحیح و درست ہے اس لئے کہ
عبادت سے مراد عرفان ہے یعنے علت غائی تخلیق آدم کی عرفان
و شناخت معبود حقیقی ہے اور وہ منحصر ہے علم ربوبیت اور علم عبودیت
پر ۔ اس میں یہ بھی ایک نکتہ ہے کہ عرفان کے دو طریقہ ہیں ۔ پہلا
استدلال کہ علمار کے ساتھ مخصوص ہے ۔ دوسرا صفائی باطن
کہ خلاصۂ عرفان ہے ۔ اور یہ معرفت کشفی و شہودی میسر نہیں ہوتی
مگر بسبب طاعت قلبی و قالبی و نفسی و روحی و ستری و خفی کے پس
سبب کا ذکر کرکے مسبب کا ارادہ فرمایا ۔ تا یقینی طور سے جانیں
کہ غرض ایجاد سے معرفت شہودی ہے کہ بسبب عبادت کے
حاصل ہوتی ہے نہ کہ استدلالی ۔ مثنوی ۔

| | |
|---|---|
| پائے استدلالیاں چوبین بود | پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود |

اور مقتضائے حکمت بالغۂ الٰہی بسبب اظہار اسمار و صفات
نامتناہی کے وہ تھا کہ انشائے مراتب کلیہ و ایجاد مظاہر جزئیہ
غیر متناہیہ کرے تا ہر ایک اس مراتب کلیہ و جزئیہ الٰہی سے
معلوم ہووے اور سلطنت اس اسم کے کہ رب و مدبر اس مرتبہ
کا ہے اس مظاہر میں بہ تمام و کمال ظہور پائے ۔ اور مجموعہ اسمار

ساتھ نفس رحمانی کے کرب کموں سے ساتھ آرام بروز کے آرام
پاویں جسطرح آرام لینا انسان کا ساتھ دم لینے کے اور جمیع کمالات
کہ مرتبۂ جمع میں مجمل ہے مقام کثرت و فرق میں مفصل ہوں۔ اور
یہ بات مُسلّم ہے کہ جس کو علم و صفت سے کچھ بہرہ نہیں ہوتا ہے
وہ نہیں جانتا کہ کوئی دوسرا شخص بھی یہ صفت رکھتا ہے۔ اور
تمامی موجودات کہ مظاہر اسمارِ الٰہی ہیں ہر ایک مظہر ایک اسم
کا اسمارِ الٰہی میں سے ہے۔ جسطرح ملائکہ نے فرمایا کہ نَحْنُ
نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ اور شیطان نے کہا کہ بِعِزَّتِكَ
لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ اور تمام اسما و صفات کا مظہر سوائے انسان
کے کوئی نہیں ہے۔ اسی لئے عبادت و معرفت تامہ سوائے
انسان کامل کے دوسرے کو حاصل نہیں ہے۔ اسی لئے فرمایا
کہ در آدم شد الخ جبکہ آدم کہ انسان کامل ہے مظہر جمیع اسمار
وصفات کا تھا یہ عقل و تمیز کہ لازم جامعیت ہے اسی میں
اس کا ظہور ہوا۔ اسی سے تمام اشیار کے اصل کو پایا۔ کیونکہ
اپنے رب کا کہ اللہ ہے عارف ہو کر عارف جمیع اسما کا ہوا۔ اس لئے
کہ مجموع اسما تحت اسم کلی اللہ کے مندرج ہے مثل مندرج
ہونے جزئیات کے کلیات کی تحت میں۔ چنانچہ کلام قدیم میں
ارشاد ہے ءَاَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ
توئی کہ مظہرِ ذات و صفاتِ سبحانیؒ

(حاشیہ: ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔ تیری ہی عزت کی قسم کہ میں ان سب کو ضرور بہکا دونگا۔)

(حاشیہ: کیا جدا جدا معبود اچھے یا اکیلا زبردست خدا۔)

بملک صورت و معنی تو عرشِ رحمانی؛

کتاب جامع آیات کائنات توئی؛

ازآنکہ نسخۂ لاریب سترِ یزدانی؛

تراست باہمہ اُنسی ازانکہ توہمہ؛

ازیں سبب تو مسمیٰ باسم انسانی؛

اگر بکنہ کمالِ حقیقت بہ رسی؛

زخویشتن شنوی آں صدائے سبحانی؛

چو خود را دید یک شخص معین

تفکر کرد تا خود چیستم من

جاننا چاہئے کہ ہر عین کو اعیان موجودہ سے دو اعتبار ہے ایک ازروئے حقیقت اور یہ مراد ہے ظہورِ حق سے صورت ممکنات میں اور اسی کو تجلی شہودی کہتے ہیں۔ دوم ازروئے تعین و تشخص کے اور اسی اعتبار سے اشیاء کو خلق و ممکن نام رکھتے ہیں اور اسی وجہ سے جمیع نقائص ممکنات کے طرف منسوب کرتے ہیں۔ ۵

| | | |
|---|---|---|
| ازرہ صورت نماید غیر دوست | | چوں نظر کردی بمعنی جملہ اوست |

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ اشارہ اعتبار دوم کے جانب ہے۔ اور مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ اشارہ اعتبار اول کے طرف ہے ۵

کوزہ چوں بشکست می گوئی سفال؛

جو تمہارے پاس ہے وہ تمام فنا ہو جائیگا۔ جو اللہ کے پاس ہے وہی باقی رہنے والا ہے

چوں سفالش خاک شد بنگر تو حال

اور تعین اشیا کہ امر اعتباری ہے پردۂ جمال اسی جمیل مطلق کا
ہے کہ آئینوں میں مظاہر موجودات کے جلوہ دکھا رہا ہے۔
اور جب درمیان میں دو چیزوں کے مناسبت نہو تو معرفت
متصور نہ ہوسکیگی۔ اور جبکہ معروف حق تعالے ہے جو واحد
بالذات و کثیر الصفات ہے۔ مقتضائے حکمت الٰہی یہ ہوئی
کہ موافق خَلَقَ اللّٰہُ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ انسان بھی کہ عارف حقیقی
ہے شخص میں واحد اور کثیر الصفات و افعال و قوی ہووے تا
بسبب جامعیت کے معرفت کاملہ جو کہ غایت ایجاد ممکنات ہے
اسکو حاصل ہو۔ اور وہ جو عبارت میں عرفا کے اَلْکَثْرَۃُ بَیْنَ الْوَحْدَتَیْنِ
مذکور ہے۔ اشارہ ساتھ وحدت حقیقی حق اور وحدت شخصی انسانی کے ہے
اور پہلی چیز جو مدرک انسان ہوتی ہے۔ تعین شخصی اسی کا ہے
جو کہ نہایت تنزلات نصف نزولی دائرہ وجود کا ہے۔ اور
بدایت نصف عروجی اور مرتبۂ انسان کو مطلع الفجر کہتے ہیں۔
جسطرح کہ ابتدائے مراتب موجودات سے مرتبۂ انسانی تک
کہ نہایت کثرت ہے سیر دریا جانب قطرہ ہے۔ اور مرتبۂ
انسانی سے تا مقام احدیت سیر قطرہ سوے دریا ہے۔ اور
جبکہ یہ سیر رجوعی و عروجی مرتبۂ انسانی ہے اور بے وسیلہ تفکر کے
(حرکت معنوی کثرت سے وحدت کے طرف اور صورت سے

معنی کے جانب ہے) یہ سیر میسر نہیں ہو سکتی۔ اس لئے فرمایا مصرع کہ خود را دید یک شخص معین۔ یعنے ساتھ تعین خاص کے کہ تمامی حقایق وکمالات کونیہ وآلھیہ ہے بحکم اتحاد مظہر وظاہر کے اوس تعین میں مندرج ہے ع

تفکر کرد تا خود چیستم من ۶

یعنے خود کے تعین کو کہ منسوب ساتھ امکان کے ہے وسیلہ اور مقدمہ شناخت کا واجب تعالے کے گردانا۔ بسبب مشابہت کے از روئے جامعیت کے اس لئے کہ اِنَّ الْاَشْیَاءَ تَتَبَیَّنُ بِاَضْدَادِهَا جاننا چاہئے کہ تفکر و سیر و سلوک کہ سالکان موحد کہتے ہیں کہ سیر کشفی عیانی ہے مراد ہے نہ استدلالی سے کہ ترتیب مقدمات معلومہ سے ہووے۔ جس سے مجہول حاصل ہووے۔ اس لئے کہ معرفت استدلالی بہ نسبت معرفت کشفی کے مثل جہل ہے لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَةِ تنزل احدیت جو مراتب امکانیہ میں واسطے اظہار احکام اسماء وصفات کے ہووے۔ اوسے سیر مطلق مقید میں۔ اور سیر کلی جزوی میں کہتے ہیں۔ اور یہ سیر ظہوری۔ وانبساطی ہے۔ لیکن سیر عروجی کہ عکس سیر نزولی ہے۔ اور نشأت انسانی مبدا۔ اوس سیر عروجی کا ہے اور نہایت اوس سیر کی وصول انسان ہے ساتھ نقطہ اول کے جو کہ احدیت ہے اوسکو سیر مقید بجانب مطلق اور

اشیا اپنے اضداد سے یقینا پہچانے جاتے ہیں۔

شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔

اور سیر

اور سیر جزوی بسوئے کلی کہتے ہیں اور یہی سیر شعوری و انقباضی ہے۔ اور حقیقت میں یہ سیر مستلزم معرفت کشفی و شہودی ہے اس لئے فرمایا۔ ؎

زجزوی سوئے کلی یک سفر کرد
وزانجا باز بر عالم گذر کرد

جب وجود واحد مطلق نے مراتب تنزلات میں تجلی فرمائی اور متعین ساتھ تعین کے ہوا تو اس مقید کو جزوی اور مطلق کو کلی بولتے ہیں۔ اور مقید جزوی بسبب تقید کے کلی سے محجوب ہے اور اس سفر کو جو سیر و سلوک مقید بجانب مطلق ہے سیر الی اللہ کہتے ہیں۔ اور یہ سوائے انسان کامل کے دوسرے کو میسر نہیں ہے اور کیفیت اس سیر کی یہ ہے کہ طالب صادق حسب ارشاد مرشد کامل تصفیۂ باطن میں مشغول ہووے۔ اور ہمیشہ ذکر اور مبدا کی طرف توجہ اور نفی خطرات میں مشغول رہے۔ دل و سر کو غیر حق سے خالی کرے۔ اور جب دل سالک ذکر و توجہ سے مصقلہ پائے اور مصفےٰ ہووے انوار الٰہی تعالےٰ شانہٗ ظاہر و باطن میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ اور اوس نور کی قوت اور جذبہ کی طاقت سے سالک اس تقید سے عبور کرتا ہے اور ہر مرتبہ میں سالک کو مکاشفات

حالات پیدا ہوتے ہیں کہ اون علامات کو صاحب حال پہچانتا ہے اور اوس کی شرح دراز ہے۔ اور ایسی ہی حالت وقت میں سالک جسد مثالی سے صحرا و دریا میں سیر وطیر کرتا ہے اور بہت سے غرایب مشاہدہ کرتا ہے۔ پہلے جسطرح صفات بشری وحیوانی ونباتی وعنصری سے گذرا تھا۔ اب صفات ملکی وفلکی سے بھی عبور کرتا ہے۔ اور پھر عرش وکرسی سے گذر کر اجسام۔ وجسمانیات سے معرّا ہوکر علم مجرد ہو جاتا ہے۔ اوسوقت حضرت جل جلالہ بے کیف وبے جہت سالک پر تجلی فرماتا ہے اور سالک اوس انوار تجلّی ذاتی احدی میں فانی ومضمحل ہو جاتا ہے۔ اور فنافی اللہ کہ کل اولیا کو حاصل ہوتی ہے اوسی حالت کا نام ہے۔ ۵

| | |
|---|---|
| ہیچ کس را تا نگردد ایں فنا | نیست رہ در بارگاہِ کبریا |
| سالکان دانند در میدان درد | تا فنائے عشق با مرداں چہ کرد |

بعد فنا کے سالک اپنی ہستیٔ موہوم سے باقی باللہ ہوتا ہے چنانچہ آیا ہے کہ مَنْ قَتَلْتُهٗ فَعَلَیَّ دِیَتُهٗ وَمَنْ عَلَیَّ دِیَتُهٗ فَاَنَا دِیَتُهٗ اور اوس بقا میں تمام کمالاتِ حقیقتِ انسانی ظاہر ہوکر مظہر جمیع اسمار وصفات الٰہی ہوتا ہے۔ اور اوس حال میں معرفت کشفی وعیانی پوری طور سے حاصل ہوتی ہے۔ قولہ۔

ز جزوی سوئے کلی یک سفر کرد

یعنے تعین آدم کہ جزوی ہے بسوئے کلی کہ واحد مطلق ہے ایک سفر کیا۔ یعنے مقام احدیت تک پہونچا۔ پھر عالم پر گذر کیا۔ یعنے مرتبہ جزویت و تقید کے جانب گذر کیا یعنے سیر باللہ کے طرف جس میں عارف پر ہر تعین تعینات سے خاص صفت پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور کثرت بسبب کثرت صفات کے ہے تکثر صفات سے تکثر ذاتِ واحد لازم نہیں آتی۔ سہ

جہاں رادید امر اعتباری
چو واحد گشتہ در اعداد ساری

عارف تمام کثرتوں کو وجود واحد سے قایم دیکھتا ہے۔ اور اوسے خوب معلوم ہوگیا ہے کہ موجود حقیقی سوائے ایک کے دوسرا نہیں ہے اور قید و اطلاق وغیرہ یہ سب اوس حقیقت کے اعتبارات ہیں اور سریان وجود واحد مطلق کا کثرات کونیہ میں اسطرح ہے جسطرح سریان واحد اعداد میں ہے۔ کیونکہ کثرت مراتب اعداد حقیقت میں سوائے تکرار واحد کے نہیں ہے۔ سہ

| | |
|---|---|
| من ندانم کہ اندریں چہ شکست | کہ دو۔ در اصل خود دو بار یکیست |

جہاں خلق و امر از یک نفس شد
کہ ہم آندم کہ آمد باز پس شد

عالم خلق وہ عالم ہے کہ موجود ساتھ مادہ ومدت کے ہووے مثل افلاک وعناصر وموالید کے۔ اسکو عالم خلق و ملک وشہادت کہتے ہیں۔ اور عالم امر وہ عالم ہے جو بے مادہ ومدت ہووے مثل ملائکہ وارواح کے اور اوس کو عالم امر وملکوت وغیب کہتے ہیں۔ اور یہ دونوں عالم ایک نفس رحمانی سے کہ مراد تجلی حق سے ہے مجالی کثرت میں ظہور پایا ہے۔

**قولہ**۔ کہ ہم آندم الخ۔ یعنے وہی نفس رحمانی کہ افاضۂ وجود عام موجودات ممکنہ پر ساتھ سیر نزولی کے فرمایا۔ یہانتک کہ نہایت مرتبۂ تنزلات میں کہ مرتبۂ انسانی ہے۔ پہونچا پھر وہی نفس ساتھ سیر رجوعی کے کہ سیر اول کے برعکس ہے پلٹا یعنے قیود کثرت کو چھوڑ کے نقطۂ آخر اول کو پہونچا۔ اگرچہ مراتب تجلیات ظہوری حضرت الٰہی بطور صورت دایرہ ہے مقام احدیت سے مرتبۂ انسانی تک قوس نزولی۔ اور مرتبۂ انسانی سے مرتبۂ مقام احدیت ذات تک قوس عروجی سے مراد ہے لیکن جب سالک مقام کشف وشہود کو پہونچتا ہے دیکھتا ہے کہ ایک ذات وایک حقیقت ہر لحظہ ایک طور اور ایک شان سے ظاہر ہوتی ہے۔

ولے اینجا یگہ آمد شدن نیست
شدن چون بنگری جز آمدن نیست

سفینۂ ثابت

یعنے ثابت ہوا کہ سوائے وجود واحد مطلق حقیقی کے دوسرا
کوئی وجود نہیں ہے اور وجود اشیاء سے مراد تجلی حق بصورت
اشیا ہے۔ جسطرح کثرت مراتب امور اعدادی اعتباری
ہیں۔ اس کا آمد و شد بھی ایک امر ہے کہ سالک کو مراتب
موجودات کی نسبت ساتھ ایک دوسرے کے لحاظ کرتے
ہوتا ہے کہ فی الواقع آمد و شد نہیں ہے بلکہ بہ تجدد فیض رحمانی
سے تعینات اکوانی کو نمود ہے۔ اور اگر آمد و شد حقیقی ہوتی
تو چاہئے تھا کہ سیر نزولی میں جب ایکمرتبہ سے دوسرے مرتبہ
کی طرف تنزل کرتا تو مرتبۂ اول بکلی منعدم ہو جاتا۔ اور سیر
عروجی میں جو مرتبہ انسانی سے مقام اطلاق تک تمام موجودات
منعدم ہو جاتے۔ کیونکہ قیود کثرت سے معرا ہو گیا تھا۔ اور
حال یہ ہے کہ اشیا وہی نمود ہستی کہ رکھتے تھے اوسیطرح رکھتے
ہیں۔ ؎ از وجہ تعین ہمہ غیر اند نہ عین

وز وجہ حقیقت ہمہ عین اند نہ غیر

اس سے معلوم ہوا کہ آمد و شد تجدد تجلیات رحمانی سے
مراد ہے۔ خلاصہ یہ کہ جلا ظہور ذاتی لِذَاتِہٖ فِیْ ذَاتِہٖ ہے۔
اور استجلا ظہور ذاتی لِذَاتِہٖ فِیْ تَعَیُّنَاتِہٖ ہے۔ لازم ذات
احدی ہے۔ اسی لئے فیض تجلی روحانی علی الدوام موجودات
پر فائض ہے۔ اور اشیا آناً فاناً مقتضائے امکانیہ ذاتی

سلسلہ تجدد امثال ۱۲

جلا: یعنی اپنی ذات کیلئے اپنی ذات میں ظہور ذاتی کو جلا کہتے ہیں ۱۲

استجلا: یعنی اپنی ذات کیلئے اپنے تعینات میں ظہور ذاتی کو استجلا کہتے ہیں ۱۲

سے نیست ہوتے ہیں۔ اور فیض تجلی حق سے ہست ہوتے ہیں اور سرعت تجدد فیض رحمانی اسطرح سے ہے کہ ادراک آنے اور جانے کا نہیں ہوسکتا ہے۔ بلکہ اس کا آنا عین جانا ہے اور جانا عین آنا ہے۔ اور فی الحقیقت آمد و شد اعتبار معتبر ہے۔ نہ امر محقق الوقوع۔ **مثنوی**۔

| | |
|---|---|
| صورت از بے صورتے آمد برون | باز شد کَانَّ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن |
| پس ترا ہر لحظہ مرگ رجعتست | مصطفےٰ فرمود دنیا ساعتست |
| ہر نفس نو می شود دنیا و ما | بے خبر از نو شدن اندر بقا |
| آنچہ تیزی مستمر شکل آمدست | چو شرر کش تیز جنبانی بدست |
| شاخ آتش را بجنبانی بساز | در نظر آتش نماید بس دراز |

اور شہود عرفان میں ایک مشہود سے زیادہ نہیں ہے کہ کبھی صور مظاہر میں ظہور فرما کر خود کو صورت تفصیل میں مشاہدہ کرتا ہے۔ اور کبھی غیرت سے پردۂ غیریت موہوم کو اوٹھاتا ہے اور نمود بے بود عالم نہیں چھوڑتا ہے اسی لئے فرمایا۔

باصل خویش راجع گشت اشیاء
ہمہ یک چیز شد پنہاں و پیدا

اشیا کثرت عالم سے مراد ہے کہ حقیقت میں عدم ہے۔ اصل تمام اشیا حق تعالےٰ ہے۔ کیونکہ اصل ہر شے کی حقیقت میں

اوسی کی ہستی ہے اور عالم کہ نیست ہے حق کی ہستی سے ہست ہے اور رجوع سب کا اوسی کے طرف ہے۔ بلکہ حقیقت میں خود تمام وہی ہے پنہاں سے مراد عالم غیب و امر ہے اور پیدا سے مقصود عالم خلق و شہادت ہے یعنے یہ دونوں عالم کو نمود دوئی رکھتے ہیں ایک چیز ہوے یعنے جو غیریت کہ تھی تجلی احدیت میں کہ موجب دفع اثنینیت وہمی ہے محو مثلاً آسی ہو وے۔ اور وحدت صرف ظاہر ہوئی جس سے ثابت ہوا کہ تمام ایک ہی چیز تھی اور کوئی غیر درمیان میں نہ تھا۔

تعالی اللہ قدیمی کو بہ یک دم

کند آغاز و انجام دو عالم

یک دم سے مراد نفس رحمانی ہے۔ یعنے تجلی رحمانی ممکنات عالم کو پردۂ عدم سے صحراے وجود میں لاتی ہے۔ اور اوسی دم ان کا انجام بھی کر دیتی ہے۔

جہان خلق و امر اینجا یکے شد

یکے بسیار و بسیار اندکے شد

کثرت جو غیب و شہادت میں ہے وہ مقام وحدت الوجود میں ایک ہے۔ کیونکہ غیر وجود عدم ہے۔ اور موافق مراتب تجلیات کے صورت کثرت ہے۔ اور ہر مظہر میں ایک ظہور خاص

ہے اور صرف وہم سے لوگوں کو دوئی کا دھوکا ہوا جسطرح فرمایا۔

۱۵

همه از اوهام تست این صورت غیر

که نقطه دایره است از سرعت سیر

یعنی نمود غیریت اشیا قوت واہمہ کے مقتضا سے ہے جو مدرک جزئیات ہے۔ اور جو کلیات وحقایق امور سے مطلع نہیں ہے وگرنہ ایک حقیقت سے زیادہ نہیں ہے جو کثرت میں صورت ہائے مختلفہ سے تجلی کی ہے۔ اور یہ حواس کی غلطی ہے جسطرح نقطۂ آتش کو جلدی سے پھرائیں تو دایرہ کی صورت میں نظر آتا ہے۔ اور حقیقت میں یہاں ایک نقطہ کے سوا دوسری کوئی شئے نہیں ہے اسیطرح نقطۂ وحدت ہے بسبب سرعت تجدد تجلیات غیر متناہیہ کے صورت میں دائرہ موجودات کے ظاہر ہوا ہے ۵

| | | |
|---|---|---|
| این نقطه زگردشیکه دارد<br>بگذر زخیال و وہم بنگر | | برصورت دایره بر آید<br>تا دایره نقطهٔ نماید |

۱۶

یکے خط ست ز اول تا بآخر

برو خلق جہاں گشتہ مسافر

یعنی اول مراتب موجودات کہ عقل اول ہے۔ تا آخر تنزلات کہ مرتبۂ انسانی سے مرتبۂ الٰہی تک جو نقطہ آخرین دائرہ ہے اول سے

متصل ہوکر ایک خط مستدیر موہوم ہے کہ تجدد تعینات سے
نقطۂ وحدت نظر آتا ہے۔ اس پر خلق جہاں مسافرانہ گذر رہی
ہے کہ بطون سے ظہور میں آتی۔ اور ظہور سے بطون میں جاتی ہے
کما بدأکم تعودون۔ لیکن اس راہ کا طے کرنا بغیر راہ بر کے
ممکن نہیں ہے۔ اس لئے فرمایا۔

شعر

دریں رہ انبیا چوں ساربانند

دلیل و رہ نمائے کاروانند

یعنے انبیا علیہم السّلام ہادی خلق ہیں۔ اور ہدایت حقیقی کہ رجوع مبدا کی جانب ہے اوس جماعت کو میسر ہوتی ہے جس نے کہ شتر نفس کو تیغ مخالفت ہوا اور موت اختیاری سے ذبح کیا ہو۔ اور انبیا علیہم السّلام کی بعثت و اسطے اتصال نفوس کے منزل اصل تک ہے لیکن ہر شخص بقدر استعداد نظری کے قبول فیض ہدایت کرتا ہے۔ عطار رحمہ

سپہر ہر کس تا کمال او بود
قرب ہر کس حسب حال او بود

بعضے متحقق ساتھ اکثر صفات الٰہی کے۔ اور بعضے ساتھ کمتر کے ہیں اور پھر اس اقل و اکثر میں بھی مراتب ہیں۔ اور وہ فرد کامل کہ بحسب حقیقت و معنی مظہر ذات و مجموع اسمار صفات الٰہی ہے وہ خاتم الانبیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

اگرچہ دوسرے انبیا و اولیا بھی مظہر اسم ذات اللہ ہیں۔ لیکن ہر ایک مظہر اس اسم کا ساتھ بعضے صفات کے ہے۔ پس پیدائش محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بحسب حقیقت و معنیٰ جمیع انبیا سے سابق ہے۔ اس لئے فرمایا کہ کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ۔ اور بحیثیت صورت متاخر کیونکہ علت غائی اول الفکر و آخر العمل ہے۔ اسلئے فرمایا۔ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ۔ ؎ وَاِنِّیْ وَاِنْ کُنْتُ ابْنَ اٰدَمَ صُوْرَۃً ﴿﴾ فَلِیْ فِیْهِ مَعْنًی شَاهِدٌ بِاُبُوَّتِیْ ﴿﴾ ؎

| | |
|---|---|
| آنزماں کز آدم و حوا نشان پیدا نبود | از مقام بے نشانی با نشان من بودہ ام |
| پیش ازاں کاسرار غیب آید بصحرا شہود | برزخ غیب و شہادت درمیان من بودہ ام |
| گرچہ در صورۃ نمودار جہاں من گشتہ ام | چون بمعنی بنگری ہر دو جہان من بودہ ام |

چنانچہ فرمایا۔

در ایشاں سید ما گشتہ سالار[18]

ہم اول ہم آخر دریں کار

یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نبوت اسوقت سرفراز ہوئی تھی کہ آدم علیہ السلام پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ جسطرح حدیث میں آیا ہے اور جتنے انبیا کہ آدم سے آپ تک ہوئے۔ سب مظاہر آپ ہی کے بعض بعض کمالات کے ہیں۔ پس اول حقیقت میں اور آخر صورت میں آنحضرت ہی ہیں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

۱۶ میں نبی تھا ابھی آدم پانی اور مٹی میں تھے ۱۲

۱۷ ہم موخر متقدم ہیں ۱۲

۱۸ اگرچہ میں بظاہر آدم کا بیٹا ہوں لیکن میرے باپ کا باپ ہونیکا بالمعنی گواہ بھی ہے ۱۲

کیونکہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صوفیہ کے اصطلاح میں ذات احدیت سے مراد ہے باعتبار تعین اول اور مظہر اسم جامع اللہ کے ہیں ۔کیونکہ اللہ اسم ذات باعتبار جمیع اسمار وصفات کے ہے ۔ اور مجموعہ اسما وصفات تحت اسم اللہ مندرج ہیں ۔کیونکہ ہر ایک اسم اسما سے مراد ۔ ذات مسمیٰ سے باعتبار ایک صفت کے ہے ۔جسطرح علیم باعتبار علم کے ۔ اور قدیر باعتبار قدرت کے ۔ وعلیٰ ہذا القیاس ۔پس جسطرح کہ اسم ذات حقیقت ومرتبہ میں مقدم ہے جمیع اسمار سے ۔ اسیطرح انسان کامل بھی کہ مظہر اسم کلی اللہ ہے چاہیئے کہ ذات و مرتبہ میں تمام مظاہر پر مقدم ہووے بلحاظ اتحاد مظہر وظاہر کے ۔پس جمیع مراتب موجودات کہ مظاہر اسمار آلہیہ ہیں مظہر انسان کامل کے ہونگے ۔ اور حقیقت انسان جمیع اشیا پر مشتمل ہوگی ۔ جسطرح اِشْتِمَالُ الْکُلِّ عَلَی الْاَجْزَاءِ ۔ اسیلئے فرمایا ۔

احد[19] در میم احمد گشت ظاہر
درین دور اول آمد عین آخر

احد باعتبار انتفاء لتعداد اسمار وصفات ونسبت وتعینات کے اسم ذات ہے ۔ میم[20] احمد میں کہ تعین محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے ظاہر ہوا ۔کیونکہ مظہر حقیقی احد حقیقت احمد ہے ۔ اور باقی

احد پر پیش کل کا تشابہ مین ۱۲

یعنی کیونکہ امتیاز احمد کا احد سے ایک میم سے ہے جو ساتھ میم تعین کے ہے ۔ ۱۲

مراتب موجودات مظہر حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اسی سبب سے عرفانے فرمایا کہ جسطرح حق تعالیٰ کو جمیع موجودات میں سریان ہے ۔ انسان کامل کو بھی جمیع مراتب موجودات میں سریان چاہئے ۔ کیونکہ کامل وہی ہے کہ اپنی خودی سے فنا ہوکر بقا حق سے باقی ہوجائے ۔ ۵

| | |
|---|---|
| نیست کامل درجہاں آنکس کہ دریا عین اوست | عین دریا ہر کہ شد میداں کہ مرد کامل است |
| ما ہمہ دریا و دریا عین ما بودہ ولے | مائی ما در میان ما و دریا حایل است |
| چشم دریا بیں کسے دارد کہ غرق بحر شد | ورنہ نقش موج بیند ہر کہ او بر ساحل است |

اور میم احمد صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ ہے ساتھ دائرہ موجودات کے۔ کہ مظہر حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے ۔

نظم[۲]

زاحمد تا احد یک میم فرق است
جہانے اندراں یک میم غرق است

حرف میم جو عدد میں چالیس ہے مراتب موجودات بھی بلحاظ کلیت کے چالیس ہے ۔ اور مجموع اس چالیس مرتبوں کا مجلا اور مظہر حقیقت محمدی کا ہے ۔ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ از روئے حقیقت ظاہر اور متجلی سب میں ہیں اور میم احمد اس لئے فرمایا کہ جمیع مراتب کونیہ حقیقت محمدی ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صورت تمام کی آنحضرت کے معنی ہیں کہ ظہور پائے ہیں

| | |
|---|---|
| اے مظہر حسن لایزالی | مرأت جمال ذوالجلالی |
| انوار تجلی قدم را | رخسار تو احسن المجالی |

ع درین دور اول آمد عین آخر

یعنے اس دائرہ موجودات میں کہ سب سے اول عقل کل ہے عین آخر کہ انسان ہوئی ہے یعنی حقیقت عقل بصورت انسان کامل پوری طور پر ظاہر ہوئی اور مظہر و ظاہر ایک ہوے۔ اور نقطہ آخر اول سے متصل ہوا۔ اور پورا کمال پیدائش انسان کامل سے ظہور پایا۔

۲۱

بدو ختم آمدہ پایاں ایں راہ
برو منزل شدہ ادعوا الی اللہ

راہ دعوت انبیا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وجود مبارک سے ختم کیگئی۔ یہاں تک کہ ناسخ سب ادیان کی ہوئی۔ اور جبکہ نشائت محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم مظہر اسم جامع اللہ کی ہے۔ اور معاد ہر شخص کا اپنے مبدا اور اصل کے طرف ہوتا ہے۔ اسی لئے آپکی دعوت تمام انبیا کے دعوت کو شامل ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمام خلائق کو اسم جامع اللہ کے طرف جس کے آپ مظہر ہیں بلاتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم بحسب جامعیت تماموں کے مبدا

ومعاد سے پورے طور پر واقف ہیں۔ ہ

| | |
|---|---|
| ایکہ اندر حجاب ماندستی | آیۂ نور را نخوا ندستی |
| درخودی کردہ خدا را گم | اَیْنَ اَنْتُم فانہ معکم |
| چند گردی بگرد ہر سر کوی | درد خود را دوا ہم از خود جوی |
| سخن آنکہ مرد آگاہ است | لیس فی جبتی سوی اللہ است |

مقام دلکشائیش جمع جمعست

۲۲ جمال جاں فزائیش شمع جمعست

جو چیز کہ محض موہبت سے سالک کے دل پر حضرت حق کے جانب سے وارد ہوتی ہے۔ اور پھر بغیر ارادے سالک کے بسبب ظہور صفات نفس کے زایل ہوجاتی ہے اوسکو حال کہتے ہیں۔ اور جب حال دایمی ہوکر ملکہ سالک کا ہوگیا تو اس حالت کو مقام کہتے ہیں بسبب قیام سالک کے اس میں اور چونکہ حال ومقام خواص ارباب قلوب سے ہے۔ فرمایا کہ مقام دلکشائیش الخ۔ جمع اصطلاح میں اس طایفہ کے مقابل فرق کے ہے۔ اور فرق احتجاب حق سے بسبب رویت خلق کے ہے۔ یعنے سب خلق کو ہی دیکھے۔ اور حق کو ہر طرح سے غیر جانے۔ اور جمع مشاہدۂ حق ہے بغیر رویت خلق کے اور یہ مرتبہ فناء سالک ہے۔ کیونکہ جب تک ہستئ سالک باقی ہے شہود حق بے رویت خلق کے نہیں ہے۔ اور جمع الجمع شہود خلق قایم بحق ہے یعنے حق کو جمیع موجودات ومخلوقات میں مشاہدہ کرے کہ

ہے کہ

ہر جا ہے ایک علحدہ صفت سے ظاہر ہوا ہے۔ اور یہ مقام بقا باللہ ہے۔ اور اس مقام کو فرق بعد الجمع فرق ثانی وصحو بعد المحو کہتے ہیں کیونکہ وحدت صرف سے کہ جمع ومحو ہے مقام فرق ومحو میں نزول کیا ہے۔ اور کامل کے لئے اس سے اعلیٰ کوئی مقام نہیں ہے۔ اس لئے ہر شئے کو جیسے کہ ہے دیکھتا اور جانتا ہے اور یہ مقام والا وحدت کو کثرت میں کثرت کو وحدت میں مشاہدہ کرتا ہے اور ایسے کامل کے پاس وحدت آئینہ کثرت ہے۔ اور کثرت آئینہ وحدت۔ مثنوی۔

| | |
|---|---|
| فرق چہ بود عین غیر انگاشتن | جمع غیرش را عدم پنداشتن |
| صاحب تعطیل اہل فرق دان | کو ندید از حق دریں عالم نشان |
| ہر کہ گوید نیست کلی ہیچ غیر | در یقین اوست مسجد عین دیر |
| صاحب جمع است پیشش نیست فرق | جان او در بحر وحدت گشت غرق |
| جمع جمع است آنکہ حق بیند عیاں | در مرائے یا ہمہ فاش ونہاں |
| صاحب ایں مرتبہ کامل بود | زانکہ ایں آں ہر دو را شامل بود |

ع۔ جمال جاں فزا ایش شمع جمع است ۔یعنے جامعیت کمالات جمیع صفات واسماذات آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیلئے ہے۔ جمال جاں فزا اسی سے مراد ہے۔ شمع جمع است یعنے روشن کرنیوالے مجلسوں قلوب وارواح تمام کاملوں کے ہیں اس لئے کہ بواطن کاملوں کے بواسطۂ نور ہدایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منور ہوئے ہیں اور لحظہ بہ لحظہ ترقی پذیر ہیں اور محافل ومجامع جمیع مراتب

کونیہ کے ساتھ شمع جمال وجود مبارک کے تاباں وہویدا ہیں۔ ۵

| | |
|---|---|
| تاباں چو گشت مہر جمال محمدی | ذرات کون یافت حیات مقیدی |
| نقاش صنع نقش جہاں را چو می نگاشت | بودش مراد صورت زیبای احمدی |

۲۳
شدہ او پیش و دلہا جملہ در پے
گرفتہ دست جانہا دامن وے

یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمال نبوت وولایت میں سب سے اکمل واقدم ہیں۔ اور بالکلیہ متوجہ عالم ذات بحت ہیں اور دل انبیاو اولیاکے سب آپ کے تابع ہیں۔

۲۴
دریں رہ اولیا باز از پس پیش
نشانے میدہند از منزل خویش

یعنے اولیا بھی جو قدم انبیا پر ہیں اپنے حسب مراتب اوس حال ومقام سے سیروسلوک اون کا بطور مکاشفہ کے ہوا ہے۔ اوس منزل سے خبر دیتے ہیں۔

۲۵
بحد خویشتن گشتند واقف
سخن گفتند از معروف وعارف

یعنے جب تقید ہستی موہوم سے خلاصی پائے اور ساتھ اطلاق کے جو نہایت کمال اپنا ہے پہونچے۔ معرفت حقیقی حاصل کرکے عارف ومعروف کا بیان کرنے لگے۔ عارف اوس سالک سے مراد ہے کہ جس نے مقام تقید سے مقام اطلاق کی سیر کی ہو۔ اور معروف حق

مطلق ہے جو سب کا مبدأ و معاد ہے۔

۲۶
یکے از بحر وحدت گفت انا الحق
یکے از قرب و بُعدِ سیر زورق

اولیا اللہ کے اقسام ہیں۔ بعض ارباب سکر ہیں کہ جب اسرار الٰہی اون کے پاک دل پر ظاہر ہوتے ہیں تو اوسے مستی سکر میں افشا کر دیتے ہیں۔ اسی طرف اشارہ ہے کہ یکے از بحر وحدت گفت انا الحق۔ یعنے جب سالکان راہ الٰہی بطریق تصفیہ کے مراتب کثرت سے ساتھ سیر رجوعی کے درگذرے۔ اور ساتھ تجلی احدیت کے بحر وحدت میں فانی ومستغرق ہوے۔ اور خود کو (کہ قطرہ دریاے حقیقت سے تھے) عین دریا پاے۔ ایک کہ صاحب سکر ہے مستی میں اوس حال کے اگر کہے کہ میں عین دریا ہوں۔ بیخودی سے اس کے تعجب نہیں ہے۔ اور یہی مرتبۂ حقیقت ہے۔ ایک دوسرا شخص کہ سکر اوس کا باوجود اوسی حال کے تھا۔ لیکن نہ پہلے مرتبہ میں اور حال اوس کا بسبب قوت حوصلہ کے برزخ درمیان سکر وصحو کے واقع تھا من عند اللہ مامور ہوا ارشاد غیر کے لئے تو چاہتا ہے کہ فی الجملہ اپنے استغراق کے حال سے خبر دیوے۔ تا طالبان راہ حقیقت کے شوق کا باعث ہووے۔ اور لذات نفسانی اور مشتہات سے کہ حقایق امور کی اطلاع سے مانع ہیں۔ روگردان ہوکر رخ مبدأ اصلی کے طرف کرے۔ تو ضرور ہوا بیان مراتب قُرب و بُعد اور سیر سفینہ تعین سالک جو بحر توحید عیانی میں ہوتی ہے کہ تا طریقہ

سالکان راہ طریقت کا معلوم ہووے کہ کس کیفیت سے ہے۔ اور طریقت مراد اسی روش سے ہے جاننا چاہئے کہ قرب عبارت ہے سیر قطرہ بجانب دریا سے جسطرح کہ آگے بیان ہوا۔ وصول ساتھ مقصد حقیقی کے اور اتصاف ساتھ صفات الٰہی کے۔ اور بعد عبارت ہے تقید سے ساتھ صفات بشری اور لذات نفسانی کے کہ مبدأ حقیقی سے بُعد کے موجب ہیں۔ اور سیر زورق سے مراد ہے عبور کرنا نشأ انسانی کا منازل امواج کثرت سے اور پہونچنا مقام وحدت کو اور مراد زورق سے کشتی تعین انسانی ہے۔ اور جو کامل کہ مقام ارشاد میں ہووے چاہئے کہ انبیا علیہم السلام کی اقتدا کرے۔ اور ظاہر و باطن میں انھیں کی پیروی پر رہے۔ خلایق کو ادن اعمال و صفات و اخلاق سے جو کہ سبب پھنسے رہنے کا اونکے عالم سفلی میں ہو روکے۔ اور ایسے اقوال و اطوار سکھلاوے کہ جس سے وصول اونکا ساتھ عالم علوی کے اور تقرب ساتھ مبدأ کے ہووے۔

یکے را علم ظاہر بود حاصل
نشانے واد از خشکی بساحل ۲۷

یعنے اقسام اولیا سے ایک جماعت ہے کہ بمقتضاے اسم الظاہر احکام شریعت ان پر غالب ہیں۔ اور یقین جانتے ہیں کہ جب تک ان تمام احکام کی پابندی نہ کی جاے سالک کو وصول ساتھ حالات و مقامات کے میسر نہ ہوگا۔ اور البتہ بغیر شریعت کے کہ جاننا احکام الٰہی کا

ہے اور بغیر طریقت کے کہ احکام الٰہی پر عمل کرنا ہے اور حقیقت کہ نتیجہ دونوں مقدموں کا ہے ہرگز حاصل نہیں ہوتی ہے۔ احوال معنوی کہ جو اون پر ظاہر ہوے مخفی رکھتے ہیں۔ اور بغیر اشارۂ الٰہی کے کسی پر ہرگز ظاہر نہیں فرماتے ہیں۔ اس لئے کہ احوال کا چھپانا اس طایفہ کے پاس اسلم طریقہ ہے۔ جو رعونت و ریا اور دعوی سے دور ہے۔ علم ظاہر سے مراد علم شریعت ہے کہ انھیں باوجود کمال معنوی کے حاصل تھا بسبب مقتضاے علم نہ بسبب مقتضاے حال نشان دیا خشکی سے طرف ساحل کے جو شریعت ہے کیونکہ سلامتی خشکی میں ساحل کے ہے چونکہ سمجھنا اسرار حقیقت کا نہایت دشوار ہے۔ اور وہ بغیر مخالفت نفس و ہوا کے اور نیز بغیر تصفیہ و تجلیہ و سلوک راہ کے جو حسب ارشاد شیخ کامل راہ دان و راہ بین کے ہو حاصل نہیں ہوتی ہے۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کبھی اگر کوئی عارف صاحب مکاشفہ و مشاہدہ بعض اسرار و حقایق امور کو افشا کرتا ہے تو ظاہر بین زبان طعن و انکار اوس پر دراز کرتے ہیں۔ اس لئے فرمایا۔

۲۸ یکے گوہر برآورد و ہدف شد
یکے بگذاشت آن نزد صدف شد

یعنی ایک جماعت نے جو غواصان بحر حقیقت ہیں گوہر اسرار و معنی کو احکام ظاہری کے صدف سے نکالے۔ اور اون اسرار کو افشا کیا اس سبب سے ہدف یعنی نشانۂ تیر طعن و ملامت خلایق ہوے۔ اور

مخلوق نے نادانی سے اون کاملوں کو ساتھ زندقہ والحاد کے منسوب کیا۔ اور بعضوں کو قتل کا فتویٰ دیا گیا۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ۵

| | |
|---|---|
| ورُبّ جوهر علم لو ابوح به | لقیل لی انت ممن یعبد الوثنا |
| ولاستحل رجال مسلمون دمی | یرون اقبح ما یاتونه حسنا |

اور دوسری جماعت اولیا نے اون گوہر اسرار کو انھیں صدف میں مخفی رکھا اور جو کچھ فرمایا شرح صدف شریعت وطریقت کی بیان کی کیونکہ اوس کا فائدہ بہت ہے۔

۲۹
یکے در جزو کل گفت ایں سخن باز
یکے کرد از قدیم ومحدث آغاز

یعنے حقیقت سے آگاہ ہوجانے کے بعد اولیاء اللہ نے حال ہر ایک ان مراتب اطلاق وتقیدات وظہورات وشیونات الٰہی کا اشارات وکنایات میں بیان فرمایا۔ اور جب ہر ایک موجود۔ موجودات سے صورت اسم خاص وجود واحد مطلق کی ہے۔ پس البتہ نسبت موجودات کی ساتھ وجود واحد کے اسطرح ہے جسطرح نسبت اجزاے مقیدہ کی ساتھ کل مطلق کے ہو۔ پس اسی لئے اولیا کی ایک جماعت کثرت و تعینات کو ساتھ جزکے اور واحد مطلق کو ساتھ کل کے تعبیر کرتی ہے کیونکہ اس صورت میں مطلق کا مقیدات کو شامل ہونا مثل اشتمال کل اجزا پر ہے۔ اور دوسری جماعت موجودات ممکنہ کو باعتبار تعین

۵ (ترجمہ) اور بعض جوہر علم کے ایسے ہیں کہ اگر میں اوسکو ظاہر کروں تو البتہ مجھ سے کہا جائیگا کہ تو ان لوگوں میں سے ہے جو بت پوجا کرتے ہیں۔ اور البتہ مسلمان مرد میرے خون کو حلال سمجھینگے اور اچھی باتیں جو وہ کرتے ہیں اس کو بہت بری سمجھنے لگینگے ۱۲

تشخص کے محدث۔ اور واحد مطلق کو کہ اشیاے موجودہ اس کے مظاہر ومجالی ہیں قدیم کہتی ہے۔ غرض تمام اولیا کی یہ ہے کہ بیان مراتب اطلاق وتقید اور کیفیت وصول مقید ساتھ مطلق کے۔ اور سیر قطرہ وجزو محدث بجانب بحر وکل وقدیم کے ہووے۔ ہر ایک نے بحسب اقتضاے احکام اوس اسم کے کہ رب ومدبر اوس کا ہے اپنی مکاشفات وحالات سے مناسب اون احکام کے تعبیر فرمائی ہے۔ اور سب بیان واقع ہے۔ اور اگر کوئی قصور اشارات وتعبیرات میں نظر آتا ہے تو وہ بسبب عبارت کی تنگی کے ہے۔ ورنہ مقصد سب کا ایک ہے۔ ۵

| | |
|---|---|
| ہر چہ گوید مرد عاشق بوی عشق | از دہانش می جہد در کوی عشق |
| گر بگوید فقہ فقر آید ہمہ | بوے فقر آید ازاں خوش دمدمہ |
| ور بگوید کفر دارد بوے دیں | ور بشک گوید شکش گردد یقین |
| ور بگوید کج نماید راستی | اے کجی کہ راست را آراستی |

۳۰ یکے از زلف وخال وخط بیاں کرد
شراب وشمع وشاہد را عیاں کرد

کثرت کو زلف وخط سے اس لئے تشبیہ دیتے ہیں کہ وہ حاجب روے وحدت ہیں اور نقطہ وحدت کو خال سے نسبت دیتے ہیں تا کوتاہ نظروں سے مخفی رہے اور عشق وذوق وسکر کو شراب سے۔ اور پرتو انوار الہی کو کہ دل سالک میں ظہور کرتے ہیں ساتھ شمع کے۔

اور تجلی جمال ذات مطلق کو لباس شاہد میں ظاہر کرتے ہیں۔

۳۱
یکے از ہستی خود گفت وپندار
یکے مستغرق بت گشت و زنار

کاملان راہ حقیقت فرماتے ہیں کہ منزل مراد کو پہونچنا بغیر نفی و اثبات کے وسیلہ کے میسر ہی نہیں ہوتا ہے۔ اسی لئے مرشدان کامل پہلے سالک کو لا الہ الا اللہ کا ذکر تبلاتے ہیں۔ تا ساتھ کلمۂ لا کے جمیع اغیار کو جو یک گونہ وجود موہوم رکھتے ہیں نفی کرے۔ اور ساتھ کلمۂ الا اللہ کے وحدت حقیقی کو ثابت کریں۔ کیونکہ جبتک کہ پوری طور سے کثرت مرتفع نہ ہوگی۔ وحدت کی جلوہ گری نہوگی۔ اور سالک کو کوئی مانع مثل اپنے ہستی وپندار کے نہیں ہے۔ ؎

| | |
|---|---|
| سہل شیرے داں کہ صفہا بشکند | شیر آں باشد کہ خود را بشکند |
| گر بروں آئی زپندار وجود | بر تو گردد دور پرکار وجود |

اور بعض دوسرے باوجود استغراق توحید کے کہ بُت سے اشارہ اوسی کے طرف ہے زنار خدمت کی کمر جان پر باندھتے ہیں۔ اور ایک لحظہ ریاضت سلوک سے آرام نہیں پاتے ہیں۔

۳۲
سخن ہا چوں بوفق منزل افتاد
در افہام خلایق مشکل افتاد

یعنے تجلی الہٰی موافق اختلاف استعداد قوابل مختلف واقع ہوئی ہے تو ضرور ہوا کہ ہر سالک ایک دوسری راہ چلے اور ہر عارف ایک

سبب آنکہ نظم کتاب

دوسرے

دوسرے مقام کا نشان دیوے۔ اسی لئے افہام خلایق پر مشکل نظر آئی۔ چاہئے کہ اونکی اصطلاح جانیں۔ اسی لئے فرمایا۔

۳۳
کسے را کاندریں معنی ست حیراں
ضرورت میشود دانستن آں

ہرچند علوم و معارف اس طایفہ کے وجدانیات و ذوقیات ہیں اور صرف اون کے اصطلاحات جان لینے سے حالات و مقامات سے اس جماعت کے مطلع نہیں ہوتا ہے لیکن لفظ سے معنی مستفاد ہوتے ہیں تو کبھی ہوتا ہے کہ اس عبارات و اشارات کا جاننا قابل کو اون حالات کی حاصل کرنیکا باعث ہوتا ہے۔ اور کمالات اولیار سے بہرہ یاب ہوتا ہے۔ اور اپنی خلقت کی مقصود و غایتہ کو حاصل کرے

| | |
|---|---|
| حرف درویشاں بہ سہ آموختند | منبر و محفل بداں افروختند |
| یا بجز آں حرف شاں روزی نبود | یا در آخر رحمت آمد رہ نمود |

سبب آغاز نظم شعر

۳۴
گذشتہ ہفت و دہ با ہفت صد سال
ز ہجرت ناگہاں در ماہ شوال

سوال اول و رسالہ

۳۵
رسولے با ہزاراں لطف و احساں
رسید از خدمتے اہل خراساں

جواب آں

۳۶
بزرگے کاندر انجا بود مشہور
بہ اقسام ہنر چوں چشمۂ نور

۳۷
ہمہ اہل خراساں از کہ مہ

در یں عصر از ہمہ گفتند او بہ

۳۸ نوشتہ نامۂ درباب معنیٰ

فرستادہ برا ارباب معنیٰ

در آنجا مشکلے چند از عبارت

۳۹ ز مشکل ہائے ارباب اشارت

بہ نظم آوردہ و پرسیدہ یکیک

۴۰ جہانے معنی اندر لفظ اندک

بیان بزرگی آں بزرگ می فرماید

نیز بیان نہایت فضل وکمال آں بزرگ است

یعنے ماہ شوال ۷۱۷ھ ہجری میں ایک قاصد اہل خراسان کے پاس سے آیا۔ اور اوسکو بھجوانے والے ایک وہاں کے مشہور بزرگ تھے۔ جو اقسام ہنر سے مثل چشمۂ نور یعنے آفتاب عالمتاب تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اوس قطب کا نام امیر سید حسینی تھا۔ جو مرید و خلیفہ حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی رح کے تھے۔ اور وہ خلیفہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رح کے تھے۔ ان کے تصنیفات سے نزہت الارواح۔ اور زاد المسافرین۔ اور کنز الرموز۔ اور ضرب المجالس۔ اور ہستی نامہ۔ یہ طریقت اور معارف میں مقبول خاص و عام ہیں۔ اسی لئے سب اہل خراسان کہتے تھے کہ اس زمانہ میں وہ سب سے بہتر ہیں۔ اوس بزرگ نے معارف میں منظوم نامہ لکھکر اہل معنی کے پاس روانہ فرمایا تھا۔ لیکن اوس سے امتحان مقصود نہ تھا۔ بلکہ جبکہ عارف کامل جواب دے تو طالبوں کے شکوک و شبہات دفع ہوجائیں غرض اس میں چند مشکل مسئلے تھے جسکو انھوں نے تھوڑے لفظوں میں نظم کیا تھا

معنی

معنی اس میں بہت تھے ۔

۴۱ رسول آں نامہ را برخواند ناگاہ
فتاد احوال او حالے در افواہ

۴۲ دراں مجلس عزیزاں جملہ حاضر
بریں درویش ہر یک گشتہ ناظر

۴۳ یکے کو بود مرد کار دیدہ
زما صد بار ایں معنی شنیدہ

۴۴ مرا گفتہ جوابے گوی در دم
کزاں جا نفع گیرند اہل عالم

۴۵ بدو گفتم چہ حاجت کیں مسایل
نوشتم بارہا اندر رسایل

۴۶ یکے گفتہ ولے بر وقف مسئول
زتو منظوم میداریم مامول

۴۷ پس از الحاح ایشاں کردم آغاز
جواب نامہ در الفاظِ ایجاز

۴۸ بیک لحظہ میاں جمع بسیار
بگفتم ایں سخن بے فکر و تکرار

۴۹ کنوں از لطف و احسانے کہ دارند
زما ایں خردہ گیری درگذارند

۵۰ همه دانند کیں کس در همه عمر
نکرده هیچ قصد گفتن شعر

۵۱ بر آں طبعم اگرچه بود قادر
ولے گفتن نبود الاّ بنادر

۵۲ ز نثر ارچه کتب بسیار می ساخت
به نظم و مثنوی هرگز نه پرداخت

۵۳ عروض و قافیه معنی نه سنجد
که هر ظرفے در و معنی نه گنجد

۵۴ معانی هرگز اندر حرف ناید
که بحر قلزم اندر ظرف ناید

۵۵ چو ما در حرف خود در تنگنائیم
چرا چیزے دگر بروے فزائیم

۵۶ نه فخر است ایں سخن کز باب شکر است
به نزد اهل دل تمهید عذر است

۵۷ مرا از شاعری خود عار ناید
که در صد قرن چوں عطار ناید

۵۸ اگرچه زیں نمط صد گونه اسرار
بود یک شمه از دکان عطار

۵۹ ولے ایں بر سبیل اتفاق است

## نہ چوں دیو از فرشتہ استراق است

یعنے جب قاصد نے اوس نامہ کو پڑھا تمام لوگوں میں اوسکا شہرہ ہوگیا اوس مجلس میں یعنے شہر تبریز میں جو عزیز کہ حاضر تھے سب کے سب اس فقیر کے طرف دیکھنے لگے۔ ایک شخص ان میں سے جو عارف تھے اور سو باران معانی کو اس فقیر سے سنا تھا مجھ سے فرمانے لگے کہ اسی وقت اسکا جواب دیجے تا اہل عالم اس سے نفع حاصل کریں کہتے ہیں کہ وہ بزرگ کا نام جنھوں نے جواب لکھنے کہا تھا شیخ امین الدین تھا میں نے کہا ان مسایل کو لکھنے کی کیا ضرورت ہے میں تو بار ہا رسایل میں لکھ چکا ہوں انھوں نے کہا ہاں لیکن مطابق سوال کے جواب منظوم تحریر کیجے۔ پس جب انھوں نے الحاح کیا تو میں نے نامہ کا جواب مختصر الفاظ میں لکھنا شروع کیا تھوڑی دیر میں اوسی مجلس میں جہاں کثرت خلق تھی ان سوالات کے جوابات کو منظوم کر دیا۔ اب لطف و احسان سے یہ امید ہے کہ ہم پر کسی طرح کا عیب نہ لگائیں اور سب جانتے ہیں کہ اس شخص نے اپنی تمام عمر میں شعر نہیں کہا تھا اگرچہ میری طبیعت نظم کہنے پر قادر تھی لیکن بطور نادر کبھی کچھ کہا تھا۔ ہاں نثر میں میری بہت سی کتابیں ہیں۔ نظم مثنوی کبھی نہیں لکھا تھا عروض و قافیہ معنی کے سزاوار نہیں ہے کیونکہ ہر ظرف میں معنی نہیں سما سکتا ہے۔ اور معنی ہرگز حرف میں نہیں آسکتے جسطرح بحر قلزم ظرف میں نہیں سما سکتا جب ہمکو ان معنی کے ادا کرنیکے لئے نثر میں الفاظ نہیں مل سکتے تو پھر عروض

و قافیہ میں گرفتار ہونا کیا ضرور ہے ۔ ۵

| | |
|---|---|
| قافیہ اندیشم و دلدار من | گویدم مندیش جز دیدار من |

یہ جو کچھ میں نے کہا بطور فخر نہیں ہے بلکہ بطور شکر ہے ۔ اور اہل دل کے پاس تمہید عذر ہے تاکہ کوئی غلطی دیکھیں تو سمجھیں کہ اسقدر جلدی میں ایسی نظم لکھی گئی ہے اس لئے مجھے معاف کرینگے ۔ اور مجھے شاعری سے عار نہیں ہے ۔ کیونکہ حضرت شیخ فریدالدین عطار جیسے لوگ شاعر ہوئے ہیں ۔ اگرچہ ایسے ہمارے صدہا قسم کے اسرار حضرت عطار کی دکان معرفت کی ادنٰے چیز ہیں ۔ لیکن یہ اسرار بطور اتفاق اس مثنوی میں آئے ہیں ۔ لیکن جیسے شیاطین فرشتوں کی باتیں چھپکر چوری سے سنکر اڑالاتے ہیں اوسطرح مضمون غیر چرایا ہوا نہیں ۔

٦٠ علی الجملہ جواب نامہ دادم
بگفتم یک بیک نا بیش و نہ کم

٦١ رسول آں نامہ را بستد باعزاز
وزاں راہے کہ آمد باز شد باز

٦٢ دگربارہ عزیز کار فرمائے
مرا گفتہ براں چیزے بیفزائے

٦٣ ہماں معنی کہ گفتی در بیاں آر
زعین علم بر عین عیاں آر

٦٤ نمیدیدیم در اوقات آں مجالی

کپ۱۴۱ ازم

که پروازم بدو از ذوق خالی
۶۵ که وصف آں بگفت و گو محالست
که صاحب ذوق داند آں چه حالست
۶۶ ولے بر وفق قول قایل دیں
بکردم رد سوال سایل دیں
۶۷ پے آں تا شود روشن ترا سرار
در آمد طوطی نطقم بگفتار
۶۸ بعون و فضل توفیق خداوند
بگفتم جملہ را در ساعتے چند
۶۹ دل از حضرت چو نام نامہ درخواست
جواب آمد بدل کاں گلشن ماست
۷۰ چو حضرت کرد نام نامہ گلشن
شود زو چشم دلہا جملہ روشن

غرض میں نے اوس نامہ کا مطابق سوالات کے یکیک کا جواب دیا قاصد وہ نامہ لیکر خراسان کے طرف یعنی جس راہ سے آیا تھا گیا پھر دوسرے وقت میں پھر اوسی عزیز نے فرمایا اُس پہ کچھ زیادہ اور بڑھائے اور اس اجمال کی تفصیل کیجے۔ اور اوس علم الیقین کو عین الیقین تک پہونچا دیجے۔ لیکن میں نے دیکھا ذوق وحال کی باتیں گفتگو وقال میں نہیں آسکتیں۔ صاحب حال جانتا ہے کہ وہ کیا حال ہے

ولیکن حسب فرمان و اما السائل فلا تنھر کے میں نے اوس سایل کے سوال کو رد نہیں کیا۔ اور اون اسرار کو اوس سے زیادہ واضح طور پر بیان کیا۔ اور خداوند عالم کی توفیق وفضل سے وہ تمام چند ساعت میں ختم ہوگئے۔ پھر دل نے حضرت باری سے اوس نامہ کا نام طلب کیا دل میں القا ہوا کہ ہمارا گلشن ہے جب حضرت باری عز اسمہ نے اوس نامہ کا نام گلشن رکھا تو اوس سے سب کے دلوں کی آنکھ روشن ہوجائیگی۔ سوال

نخست از فکر خویشم در تحیر

چہ چیز است آنکہ گویندش تفکر

جاننا چاہئے کہ پہلی چیز بندۂ مکلف پر معرفت الٰہی واجب ہے اور دوسرے واجبات کا وجوب اسی اصل سے متفرع ہے۔ اگرچہ طرق معرفت بلحاظ جزویت غیر منحصر ہیں کیونکہ۔ اَلطُّرُقُ اِلَى اللّٰهِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ لیکن بلحاظ کلیت کے جسطرح گذرا معرفت دو قسم پر منحصر ہے استدلالی وکشفی۔ استدلالی مصنوع سے طرف صانع کے راہ یاب ہونا ہے۔ اور کشفی حجاب مصنوع کا جو جمال صانع پر ہے اوٹھانا ہے اور یہ دونوں طریق فکر کے ساتھ تعبیر کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ ظاہر سے باطن اور صورت سے معنی کے طرف سیر کرنے کا نام فکر ہے اسی لئے پہلا سوال تفکر سے کیا کہ مجھے اس بات کی حیرانی ہے جسے تفکر کہتے ہیں وہ کیا چیز ہے۔ جواب۔

مرا گفتی بگو چہ بود تفکر

کزیں معنی بماندم در تحیر

۷ تفکر رفتن از باطل سوے حق
بجزو اندر بدیدن کلِ مطلق

یہاں باطل مقابلہ میں حق کے ہے۔ اور جسطرح حق حقیقی و اضافی ہوتا ہے۔ حق حقیقی وجود واحد مطلق ہے۔ اور مقابل میں وجود کے عدم ہے۔ پس اصل باطل حقیقی عدم ہوگا۔ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہِ بَاطِلٌ اور حق اضافی وہ ہے کہ اوس کا نفع بعضوں کو ہے بعضوں کو نہیں۔ جیسا شہد جس کا مزاج بارد ہووے اوسکو نافع و حق ہے اور مزاج محروری و صفراوی کو مضر و باطل ہے۔ اسی قیاس سے حق اضافی و باطل اضافی۔ یہ دونوں قسمیں حق حقیقی کے ہیں۔ کیونکہ وجود کے تحت میں داخل ہیں۔ تو اب باطل و حق جو اس شعر میں ہے سو مراد حقیقی ہے۔ معنی یوں ہوے کہ تفکر اصطلاح میں اس طایفہ کے سالک کا سیر کشفی ہے۔ اس طریق پر کہ کثرات و تعینات جو حقیقت میں باطل ہیں یعنے عدم ہیں۔ انسے گذر کر حق کے طرف جانا جو حق حقیقی وحدت وجود مطلق ہے اور اس جانے سے مراد سالک کا وصول مقام فنا فی اللہ تک ہی۔ ۵

| | |
|---|---|
| چنداں برو ایں رہ کہ دوی برخیزد<br>تو او نشوی و لے اگر سعی کنی | بر ہست دوی براہ روی برخیزد<br>جاے برسی کز تو توئی برخیزد |

اور دوسرے مصرع میں نہایت کمال معرفت کے طرف اشارہ ہے جو بقا باللہ ہے۔ یعنے تمام اشیاء کو ایک حقیقت کا مظہر دیکھیں جو

ہر حجاب ایک نوع و طور سے ظہور کیا۔ کیونکہ ہر مقید کو جب دیدۂ بصر سے نظر کرے تو وہی مطلق ساتھ تعین کے۔ اور سوا ے ہست مطلق کے کوئی موجود حقیقی نہیں ہے۔

۴۷
حکیماں کاندریں کردند تصنیف
چنیں گویند در ہنگام تعریف

۴۵
کہ چوں حاصل شود در دل تصور
نخستیں نام وے باشد تذکر

۴۶
وزو چوں بگذری ہنگام فکرت
بود نام وے اندر عرف عبرت

۴۷
تصور کاں بود بہر تدبر
بہ نزد اہل عقل آمد تفکر

۴۸
ز ترتیب تصورہا ے معلوم
شود تصدیق نامفہوم مفہوم

یعنے حکیم لوگ تفکر کی اسطرح تعریف کرتے ہیں کہ جب دل میں کوئی تصور حاصل ہووے اوسکا پہلا نام تذکر ہے۔ اور جب فکر تذکر اوس سے گذرے تو اسکو عرف میں عبرت کہتے ہیں اور جو تصور کہ موصوف ساتھ تدبر کے ہوا۔ اور ملاحظہ ترتیب خاص کہ موجب افادۂ مطلوب ہے۔ اہل عقل کے پاس اوسی کا نام تفکر ہے۔ اور ترتیب تصورہا ے معلوم سے تصدیق نامفہوم مفہوم ہوتی ہے۔ جسطرح

حقیقت انسان مجہول تصوری ہے کہ تصور حیوان اور تصور ناطق اور ترتیب[۱] خاص سے مفہوم ہوتی ہے۔

۷۸ مقدم چوں پدر تالی چو مادر
نتیجہ ہست فرزند اے برادر

۷۹ ولے ترتیب مذکور از چہ و چوں
بود محتاج استعمال قانون

۸۰ دگر بارہ دراں گر نیست تائید
ہر آئینہ کہ باشد محض تقلید

یعنی مقدمہ صغریٰ اور مقدمہ کبریٰ مانند ماں باپ کے ہیں۔ اور دونوں سے جو نتیجہ نکلتا ہے بجائے فرزند کے ہے۔ لیکن اس ترتیب مذکور میں جو حکیموں کا طریقہ ہے استعمال قانون کی محتاجی ہے۔ اور اگر تائید الٰہی اس میں نہووے تو البتہ یہ تقلید محض ہے۔ جب کثرت و وحدت متضاد ہیں بمجرد ترتیب مقدمات کے معرفت الٰہی کا حصول مشکل ہے۔ اسی لئے فرمایا۔

۸۱ رہ دور و دراز است آں رہا کن
چو موسیٰ یک زماں ترک عصا کن

راستہ طریقہ استدلال کا دور و دراز ہے۔ یعنی نہایت مشکل ہے اوسے چھوڑ دے۔ اور مانند موسیٰ علیہ السّلام کے ایک تھوڑی دیر عصا کو اپنے سے علٰحدہ کر۔ یہاں عصا سے مراد دلیل ہے۔ طالب الٰہی کو

[۱] یعنی تصور عام ترتیب جیسے حیوان خاص جیسے ناطق اور وحدت ... مثلاً تصدیق مجہول ... ترتیب خاص سے ... مفہوم ...

چاہئے کہ ترک طریقہ استدلال کرکے توجہ طرف مبدأ حقیقی کے کرے اور
ساتھ ارشاد پیر کامل کے آئینہ دل کو غبار اغیار سے صاف کرے تا
جمال محبوب حقیقی اوس آئینہ میں مُنہ دکھاوے۔ اور دوسروں کو
جو بیان ہے وہ عیاں ہووے۔

۸۲ درآ در وادی ایمن کہ ناگاہ
درختے گویدت انی انا اللہ

یہاں وادی سے مراد وہ طریق تصفیہ ہے جو قابل تجلی الٰہی ہے
اور درخت حقیقت انسانی ہے کہ محل تجلی ذات وصفات ربانی ہے
شیخ اس بیت میں فرماتے ہیں کہ تصفیہ کا طریق اختیار کرتا بحکم
غلبہ تجلی احدی اور اتحاد مظہر وظاہر کے اپنی حقیقت سے سماعت
دل سے ندا رانی انا اللہ سنے گا تو اور ساتھ دیدۂ حق بیں کے تو خود کو
اور خدا کو دیکھے گا۔ اور پہچانے گا۔ ۵ یا یقین ہے خدا ہوں

| | |
|---|---|
| ہر کہ بیروں ز خود اندر طلب سعی نمود | از پئے آب چو ماہی ہمہ عمر طپید |
| آنکہ با عقل طلب کرد ہمہ عمر نیافت | وآنکہ بے خویش درآمد بیکے لمحہ رسید |
| خواب جہل از حرم قرب ترا دور افگند | ورنہ نزدیک تر از دوست کسی ہیچ ندید |
| چونکہ خود را ہمہ دانی ہمہ بینی بیقیں | یافتی گنج سعادت کہ بران نیست مزید |

۸۳ محقق را چو از وحدت شہود است
نخستیں چشم بر نور وجود است

یعنے جو کامل کہ مراتب کثرت موہومہ صوری ومعنوی سے عبور کرکے

ساتھ مقام توحید اعیانی کے پہونچے۔ اور ساتھ دیدۂ حق بیں کے بحکم کُنْتُ بَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِیْ۔ صور جمیع موجودات میں ساتھ دیدۂ حق کے مشاہدہ حق کا کرتا ہے اور خود کو اور تمامی اشیاء موجودہ کو قایم بحق دیکھتا ہے۔

ولے کز معرفت نور و صفا دید ٨٤
ز ہر چیزیکہ دید اول خدا دید

کیونکہ اظہر اشیا ہستی حق ہے۔ وہ خود ظاہر ہے اور دوسرے اشیاء اس کے واسطہ سے ظاہر ہیں۔ اسی واسطے محقق فرماتے ہیں اَلْحَقُّ مَحْسُوْسٌ وَالْخَلْقُ مَعْقُوْلٌ۔ ٥

| | |
|---|---|
| رویت و ظاہر است بعالم نہاں کجا است | گر او نہاں بود بجہاں خود عیاں کجا است |

اصطلاح میں اس طایفہ کے خدا تعالیٰ وجود واحد سے مراد ہے کہ ہر جا ایک طرح کی تجلی فرمائی ہے اور مکاشفات اہل کشف بحسب مشارب و اوقات مختلف اپنے مقام سے خبر دیتے ہیں ایک کہتا ہے کہ مَارَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَأَیْتُ اللّٰہَ قَبْلَہٗ اور دوسرا کہتا ہے کہ مَارَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَأَیْتُ اللّٰہَ بَعْدَہٗ کیونکہ وہ حقیقت ساتھ عوارض مشخصہ و پردۂ تعینات کے مستتر ہوی۔ پہلے نظر نقاب پر پڑھتی ہے بعد معشوق پر۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ مَارَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَأَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ کیونکہ صور اعیان ممکنات جام و کاسہ اوس معنی حقیقی کے ہیں کہ محب ساتھ بادہ کے ہوی ہے۔ اور ایک کہتا ہے کہ مَارَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَأَیْتُ اللّٰہَ مَعَہٗ

میں نے جس چیز کو دیکھا اس سے پہلے خدا کو دیکھا ۱۲
میں نے جس چیز کو دیکھا اس کے بعد خدا کو دیکھا ۱۲
میں نے جس چیز کو دیکھا اس میں خدا کو دیکھا ۱۲
میں نے جس چیز کو دیکھا اس کے ساتھ خدا کو دیکھا ۱۲

اس لئے کہ بحکم اتحاد مظہر و ظاہر۔ عاشق و معشوق۔ خارج میں ایک دوسرے سے ممتاز نہیں ہیں۔ اگرچہ عقل دونوں میں تمیز کرتی ہے۔ اور ہر ایک کو دوسرے کا غیر سمجھتی ہے۔

۸۵ بود فکر نکو را شرط تجرید
پس آنگہ لمعۂ از نور تائید

یعنے نزدیک ارباب طریقت کے تفکر سیر الی اللہ و سیر فی اللہ و باللہ سے مراد ہے۔ جو موقوف تجرید ظاہر و تفرید باطن پر ہے۔ یعنے بحسب ظاہر مال و ملک و جاہ و منصب سے منہ پھرائے۔ بلکہ جو چیز سالک کو راہ حق سے باز رکھے اوس سے علیحدہ ہو جائے۔ و بحسب باطن اپنے دل کو غیر حق سے معرا کرے اور ایک لحظہ اس کے یاد سے غافل نہووے۔ اور مجرد تجرید ہی کافی نہیں بلکہ ایک لمعہ نور و امداد الہٰی سے بھی چاہیئے۔ ۵

| | |
|---|---|
| کوشش عاشق بیچارہ بجائے نرسد | اگر از جانب معشوق نباشد کششے |

اسی لئے فرمایا۔

۸۶ ہر آں کس را کہ ایزد راہ ننمود
ز استعمال منطق ہیچ نکشود

یعنے جو شخص طریقت معرفت الہٰی میں مجرد عقل بے ارشاد کامل کے قدم رکھے یقین ہے کہ اوسے گمراہی و حیرت مذموم حاصل ہووے

۸۷ حکیم فلسفی چوں ہست حیراں

نمی بیند ز اشیا غیر امکاں
ز امکاں میکند اثبات واجب ۸۸
ازیں حیراں شدہ در ذات واجب

صوفیہ صافیہ نے مشاہدہ کیا کہ ذاتِ واحد جو مطلق ہے عالم غیب ہویت سے مراتبِ اسمار و صفات و آثار میں تنزل کی ہے اور ہر جا اور مظہر میں ایک طرح سے ظہور کی ہے اور تمام اشیا وجود حق سے قایم ہیں۔ اور حقتعالے سب کا قیوم ہے۔ ۵

| | |
|---|---|
| گنج پنہانست زیرِ ہر طلسم | پیش عارف شد مسمی عین اسم |
| دیدہٴ حق بیں اگر بودے ترا | اور رخ از ہر ذرہ بنمودے ترا |

اور دوسری جماعت جو مقام تقلید میں ہے وجود ممکنات سے وجود واجب پر استدلال کرتی ہے۔ واجب الوجود وہ ہے کہ وجود اس کا اس کی ذات کا مقتضا ہووے۔ اور ممکن الوجود وہ ہے کہ اوس کا وجود مقتضاے ذات سے اوس کے نہووے۔ بلکہ موجودیت میں غیر کا محتاج ہووے۔ جو علت اوس کی ہووے اور جبکہ فلاسفہ اثباتِ ذاتِ واجب ساتھ ممکن کے کرتے ہیں اسی لئے معرفت واجب میں حیران رہتے ہیں۔ کیونکہ معلول اثر علت ہے اور آثار ساتھ ذات و صفات کے دلایل ذات و صفات موثر کے ہیں۔ اور ضرور ہے کہ دلیل میں مدلول سے کوئی چیز ہووے۔ اسی لئے مقدمات دلایل عقلیہ نتیجہ کے پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اور جب اون پاس

ذات ممکن من کل الوجوہ خلاف ذات واجب ہے پس دلیل میں
کوئی چیز بھی مدلول سے شامل نہ ہوگی۔ اور جبتک کہ کوئی چیز کسی شخص
میں نہووے ثابت ہے کہ وہ چیز واسطے دوسرے کے بھی معرفت
کا ذریعہ نہ ہوسکے گی اسی سبب سے حیرانی و سرگردانی ہے
چنانچہ فرمایا۔

۸۹ گہے از دور دارد سیر معکوس
گہے اندر تسلسل گشتہ محبوس

اصطلاح میں دور کے معنے توقف ایک شئے کا دوسرے پر۔ اور
پھر توقف دوسرے کا وہی پہلی شے پر ہووے۔ جیسے وجود مرغ
کا انڈہ پر موقوف ہے۔ اور وجود اوسی انڈے کا وجود اوسی
مرغ پر موقوف ہووے۔ اور تسلسل عبارت ہے وجود امور
غیر متناہیہ سے ایک وقت میں اوپر سبیل توقف کے یعنے ایک دوسرے
پر موقوف ہو۔ دوسرا تیسرے پر موقوف ہو۔ الی غیر نہایت ایسا ہی
چلا جائے۔ جبکہ ممکن میں وجود و عدم برابر ہے۔ پس البتہ جہت ترجیح
احد الطرفین اوپر دوسرے طرف ممکن ہے محتاج بعلت ہے۔ اگر وہ
علت واجب ہے تو مدعا ثابت ہوا۔ اور اگر ممکن ہووے خالی نہیں ہے
کہ وہی ممکن مفروض اول ہے یا دوسرا ممکن۔ اگر اول ہووے دور ہے
کیونکہ ممکن اول موقوف ساتھ ممکن دوم کے ہوا۔ اور ممکن دوم ممکن
اول پر موقوف ہے۔ اور یہی سیر معکوس ہے۔ اور اگر وہ علت دوسرا

ممکن ہووے تو وہ بھی دو حال سے خالی نہیں۔ یا سلسلہ احتیاج منجر
بواجب ہوگا یا نہ ہوگا۔ اگر منجر بواجب ہوگا فہو المراد۔ اور نہیں تو دوسرا
ممکن معلول ہوگا۔ اور وہ دوسرا ممکن دوسرے ممکن کا معلول ہوگا۔
اسی طرح یہ سلسلہ بلا نہایت چلا جائے گا۔ یہی تسلسل کی گرفتاری ہے
کہ کتنے ہی علتیں فرض کرو کسی مقام پر نہیں ٹھہر سکتے۔

۹۰ چو عقلش کرد در ہستی توغل ؎
فرو پیچید پایش در تسلسل

یعنے جتنا کہ موجودات کو زیادہ ثابت کرتا ہے توحید سے دور پڑتا ہے
اس لئے کہ جو شخص کہ حقتعالے کو بوسیلہ اشیاء جانتا ہے حقیقت میں
جاہل ہے۔ اور جو کہ اشیا کو حقتعالیٰ سے جانتا ہے وہ عارف ہے۔ ؎

| | |
|---|---|
| خویش را عریاں کن از فضل فضول | ترک خود کن تا کند رحمت نزول |

جبکہ معرفت ایک چیز کی ایک چیز سے یا ساتھ مماثلت ذات کے ہوتی
ہے یا مشابہت صفات سے۔ اس لئے فرمایا کہ۔

۹۱ ظہور جملہ اشیاء بضد است
ولے حق را نہ مانند و نہ ند است

یعنے خدا تعالیٰ کا کوئی ذات و صفات میں شریک نہیں ہے بلکہ
ذات و صفات جمیع مخلوقات کے عکس اوس کے ذات و صفات
کے ہیں کہ آئینوں میں کثرت عالم کے ظاہر ہوئے ہیں۔ ؎

| | |
|---|---|
| وما ہی الا ان بدت بمظاہر | فظنوا سواہا وہی فیہا تجلت |

مظاہر سے وہ ظاہر ہوئی تو دیا جو دیکھو وہ انہیں میں تجلی ہے لوگوں نے اوسکو علیحدہ سمجھ لیا ۔ ۱۲

| | | |
|---|---|---|
| مہر رخسار تو می تابد ز ذرات جہاں | | ہر دو عالم پر ز نور و دیدہ نابینا چہ سود |

ہستی حق کی دلیل حق کے سوا نہیں ہو سکتی ہے۔ کیونکہ کثرت کو اوس کے ہستی کے طرف راہ نہیں ہے اور دلیل کو ہستی ضرور ہے۔

۹۲ چو نبود ذات حق را ضد و ہمتا
ندانم تا چگونہ داند او را

یعنے جب ذات حق کو کوئی مشابہ و مماثل نہیں ہے۔ بلکہ جو کچھ ہے وہی ہے کسی نے حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ سے پوچھا۔ مَا الدَّلِیْلُ عَلٰی وُجُوْدِ الصَّانِعِ یعنے صانع کے وجود پر کیا دلیل ہے فرمایا اَغْنَی الصَّبَاحُ عَنِ الْمِصْبَاحِ یعنے صبح ہونے کے بعد چراغ کی ضرورت نہیں فَسُبْحَانَ مَنْ لَیْسَ لِذَاتِہٖ خِفَاءٌ اِلَّا الظُّهُوْرُ وَلَا لِوَجْهِهٖ حِجَابٌ اِلَّا النُّوْرُ۔

یعنی کیسی پاک ہے وہ ذات جسکے مخفی ہونے کا سبب اوسی کا ظہور ہے اور جسکے وجہ کا حجاب اوسی کا نور ہے

| | | |
|---|---|---|
| حجاب روی تو ہم روی تست در ہمہ حال | | نہاں ز چشم جہانے ز بسکہ پیدائی |

حضرت خواجہ عبد اللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اَللّٰهُمَّ تَلَطَّفْتَ بِاَوْلِیَائِكَ فَعَرَفُوْكَ۔ وَلَوْ تَلَطَّفْتَ بِاَعْدَائِكَ لَمَا جَحَدُوْكَ۔ یعنے یا اللہ تو نے جو اپنے اولیا پر مہربانی فرمائی تو انھوں نے تجھے پہچانا۔ اور اگر تیرے دشمنوں پر بھی مہربانی فرماتا تو وہ بھی تیرے منکر نہوتے۔

۹۳ ندارد ممکن از واجب نمونہ
چگونہ داندش آخر چگونہ

ذات واجب الوجود مطلق ہے۔ اور ذات ممکن عدم اور کسی چیز کا جاننا بغیر اوس چیز کے نمونہ کے کہ ذات میں جاننے والے کے ہووے

محال ہے۔ یعنی ممکن صرف اضافت ہے۔ اور ذات وصفات وافعالِ اشیاء سب عکوس ذات وصفات وافعال الٰہی ہیں کہ آئینوں میں تعینات کے جلوہ گر ہیں۔ اور جب تحقیق سے دلیل کو تصور کروگے تو عین مدلول ہے۔ اور کسی ایک شئے کو دلیل ومدلول بنانا جہالت ہے۔ کیونکہ دلیل چاہتی ہے کہ مدلول سے اظہر ہووے ہاں حقتعالیٰ کا عارف وہی ہوسکتا ہے کہ وجود اضافی مجازی کو سطوت نور وحدت میں اوسکے فانی کرے۔ اور باقی بہ بقاء حق ہووے۔ اور حق سے حق کو دیکھے اور جانے۔

٩٤ زہے ناداں کہ او خورشید تاباں
بنور شمع جوید در بیاباں

یعنے وجود واجب کو ممکن سے پہچاننا اسطرح ہے کہ کوئی شخص آفتاب کو بیابان میں یعنے ایسی جاے میں جہاں حجاب وحایل نہ ہووے نور شمع سے ڈھونڈے۔ اور طرہ یہ کہ اوس شمع کا نور بھی اوس آفتاب سے مقتبس وحاصل ہووے۔

٩٥ اگر خورشید بر یک حال بودے
شعاع او بہ یک منوال بودے

٩٦ ندانستے کسے کیں پرتو اوست
نبودے ہیچ فرق از مغز تا پوست

یعنے اگر آفتاب کو طلوع وغروب نہ ہوتا اور شعاع نور اوسکا ہمیشہ ایک

حال یہ رہتا تو کسی شخص کو بھی یہ معلوم نہ ہوتا کہ یہ روشنی جو عالم میں ہے آفتاب کی پرتو سے ہے۔ بلکہ یہ سمجھتے کہ عالم اپنے ہی نور سے روشن ہے اسی طرح تجلی نور الٰہی جو ہمیشہ تاباں ہے۔ غایت شدت ظہور سے موجب خفا رحق ہے۔

۹۷ جہاں جملہ فروغ نور حق داں
حق اندر وے ز پیدائیست پنہاں

یعنے جہاں بہ لحاظ ذات ظلمت و عدم ہے۔ اور ہستی کے عالم میں نظر آتی ہے روشنیٔ نور وجود حق ہے۔ کیونکہ جسطرح درمیان میں موجود و معدوم کے واسطہ نہیں ہے۔ اسیطرح وجود و عدم میں بھی واسطہ نہیں ہے۔ جسطرح آفتاب نصف النہار میں شدت ظہور سے دیدہ اوس کے نور کا ادراک نہیں کرتا ہے اوسیطرح نور خورشید ذات احدیت غایت ظہور سے اپنے پرتو میں مخفی نظر آتا ہے۔

۹۸ چو نور حق ندارد نقل و تحویل
نیاید اندرو تغییر و تبدیل

یعنے نور حقتعالی متواتر و متوالی تجلی شہودی سے ماہیات ممکنہ کے آئینوں میں منعکس و تاباں ہے۔ اور اوس تجلی کا فیض فیض مطلق کی ذات سے ہرگز منقطع نہیں ہوتا۔ اسی لئے نور الٰہی تجلی نامتناہی میں تغیر و تبدیل نہیں ہے۔ اسی سبب سے وہم ہوتا ہے کہ اشیاء کو وجود اپنے سے ہے اسی لئے فرمایا کہ۔

۹۹ تو پنداری جہاں خود ہست دایم
بذات خویشتن پیوستہ قایم

یعنے ارباب عقول ضعیفہ مشاہدۂ نور آفتاب حقیقی کی تاب نہ لاکر گمان کرتے ہیں کہ اشیار کا وجود علیحدہ ہے۔ اگر مرتبۂ وحدۃ الشہود کو پہونچتے تو جانتے کہ وجود واجب مظاہر امکانیہ میں ظاہر ہے۔ اور نہایت شدت ظہور نور وحدت سے انعکاس اوس کے موجودات متکثرہ نظر آکر مزلہ اقدام عقول ہوے۔ یہانتک ہر ایک کو ایک وجود علیحدہ تصور کرنے لگے پس جسقدر دلائل فراہم کرتے ہیں اوسی قدر اپنے مقصود سے دور ہوتے جاتے ہیں۔ اسی سبب سے فرمایا کہ۔

۱۰۰ کسے کو عقل دور اندیش دارد
بسے سرگشتگی در پیش دارد

۱۰۱ ز دور اندیشی عقل فضولی
یکے شد فلسفی دیگر حلولی

یعنے عقل فضولی کی دور اندیشی سے اشیار کے وجود کو غیر حق تصور کرتی ہے۔ ایک جماعت علیت وجود واجب اور معلولیت وجود ممکن کے قایل ہوے وہ فلسفی ہیں۔ اور ایک گروہ کہتا ہے کہ حقتعالیٰ ساتھ ذات و صفات کے نشأ انسان کامل میں حلول فرماتا ہے مثل نصاریٰ کے حضرت عیسیٰؑ کے متعلق۔ اور نصیریہ کا حضرت علیؓ کے متعلق اعتقاد ہے۔ اور حق بات یہ ہے کہ ادراک توحید

حقیقی کشف والہام وشہود کے سوا ے میسر نہیں ہو سکتا اور عقل کے نسبت مکشوفات سے ایسے ہی ہے جیسے حواس کی معقولات سے۔ یعنے جسطرح حواس ادراک معقولات نہیں کرسکتے اسیطرح عقل بھی ادراک مکشوفات نہیں کر سکتی۔ جسطرح فرمایاکہ۔

۱۰۲ خرد را نیست تاب نور آنر وے
برو از بہر او چشم دگر جوے

جو دیدہ کہ ادراک حق کر سکتا ہے وہ دیدۂ دل ہے جس کا نام بصیرت ہے۔ جب تک دیدۂ بصیرت سرمۂ جواہر ریاضت وسلوک وتزکیۂ نفس وتصفیۂ قلب وتجلیۂ روح سے منور نہووے جمال دوست کا مشاہدہ بطریق شہود کے نظر نہ آے۔ اور یہ امر باتفاق ارباب طریقت کے سواے ارشاد پیر کامل حق بیں وحقداں کے حاصل نہووے۔

۱۰۳ دو چشم فلسفی چوں بود احول
ز وحدۃ دیدن حق شد معطل

احول اوسکو کہتے ہیں کہ ایک کو دو دیکھے۔ جب حکیم فلسفی نے وجود ممکن کو غیر وجود واجب اعتقاد کیا ہے۔ اسی لئے وحدۃ حقیقی نظر نہ آئی۔ اور ذوق شہود توحید سے محروم ہوا اور صوفیہ کے پاس ایک ذات ایک حقیقت ہے کہ بحکم تجلی اسم ظاہر کے جمیع مظاہر میں ظہور کرکے ہر رنگ میں آپ ہی ظاہر ہوا۔ اور جب ظاہر و باطن میں سواے اوس حضرت کے کوئی چیز نہیں ہے تو فرماتے ہیں کہ۔

۱۰۴ زنابینائی آمد راہ تشبیہ
زیک چشمیست اوراکات تنزیہ

مشبہ وہ جماعت ہے کہ حق کو مجسم اور تشبیہ میں منحصر جانتے ہیں اور تنزیہ سے غافل ہیں۔ اور اشیاء کے ذات و صفات کو غیر ذات و صفات حق سمجھتے ہیں۔ پس مطلقاً ذات و صفات تشبیہی و تنزیہی توحید حق کو نہ سمجھے اسی لئے اندھے ہیں۔ اور منزہ ایک چشمی ہیں اس لئے کہ ذات حق کو صفت تنزیہ میں جانتے ہیں لیکن حیثیت ظہور سے مظاہر میں نہ دیکھے نہ پہچانے۔ اور وہ لوگ تشبیہ و تنزیہ کو جمع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق جمیع تعینات میں ساتھ حقیقت واحد کے جو ذات و صفات سے معرا و منزہ ہے۔ کیونکہ وہاں غیریت و اثنینیت کا ملاحظہ نہیں کیا جاتا اور حقتعالیٰ مشبہ ساتھ جمیع تعینات کے اس لحاظ سے ہے کہ وہی ہے ہر شئے کی صورت میں ظاہر ہوا ہے اور نقش میں ہر متعین کے تجلی فرماتا ہے یہی شخص ہے عارف باللہ اور دونو آنکھ سے دیکھتا ہے۔ ہ

| | |
|---|---|
| فَاِنْ قُلْتَ بِالتَّنْزِیْهِ کُنْتَ مُقَیِّدًا<br>وَاِنْ قُلْتَ بِالْاَمْرَیْنِ کُنْتَ مُسَدِّدًا | وَاِنْ قُلْتَ بِالتَّشْبِیْهِ کُنْتَ مُحَدِّدًا<br>وَکُنْتَ اِمَامًا فِی الْمَعَارِفِ سَیِّدًا |

۱۰۵ تناسخ زاں سبب شد کفر و باطل
کہ آں از تنگ چشمی گشت حاصل

ایک جماعت اوس طرف گئی ہے کہ روح انسانی اپنے ذات سے قایم نہیں ہے۔ اور زوال و عدم بھی اوس پر طاری نہیں ہوتا۔ پس

ضرور ہے کہ اوس روح کو مظہر جسمانی ہووے کہ قیام اوس روح کا مظہر سے ہووے۔ اور جس وقت کہ وہ مظہر خراب ہووے چاہیئے کہ دوسرے مظہر سے بے انقطاع کے تعلق اوس کا ہووے۔ خواہ وہ مظہر اعلےٰ ہووے یا ادنےٰ۔ یہ تناسخ ہے جو کفر و باطل ہے۔ اس لئے کہ اعمال کا بدلہ جسطرح کہ انبیا علیہم السّلام نے فرمایا ہے کہ وہ اس کے قایل نہیں ہیں۔ اور قیامت کے منکر ہیں اور ارواح کو احتیاج اجسام کی کیا ضرورت۔

١٠٦ چو اکمہ بے نصیب از ہر کمالست
کسے کو را طریق اعتزالست

معتزلہ وہ گروہ ہے کہ لقاے حق کے دنیا و آخرۃ میں منکر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا آپ خالق ہے۔ نیکی حقتعالیٰ سے ہے۔ اور بدی نفس سے۔ اور مرتکب کبیرہ نہ مومن ہے نہ کافر۔ بلکہ ایک مقام دو مقاموں کے درمیان میں ثابت کرتے ہیں۔

١٠٧ کلامے کو ندارد ذوق توحید
ز تاریکی درست از غیم تقلید

کلامی وہ جماعت ہے کہ علم کلام کے طرف منسوب ہے۔ اور کلام سے مراد ہے معرفت عقاید کی ساتھ دلایل عقلیہ کے جس کی تایید نقل سے ہوتی ہو یعنے متکلمی ذوق توحید عیانی تک نہ پہونچے۔ اور نور وحدۃ حقیقی کو دیدۂ مکاشفہ سے نہ دیکھ سکے اسی لیے بر سبیل عموم فرماتے ہیں کہ۔

۱۰۸ رمد دارد دو چشم اہل ظاہر
که از ظاہر نه بیند جز مظاہر

یعنے اہل ظاہر حق کو ساتھ تجلی اسم ظاہر کے اوس مظاہر میں ظاہر نہیں دیکھتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے ہیں کہ وہی تمام صورتوں میں جلوہ گر ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| باخود آآخر چه گم کردی بگو | | یار پیشیت حاضر وتو از خودی غایب ازو |

۱۰۹ ازو ہر چه بگفتند از کم وبیش
نشانے داده اند از دیدهٔ خویش

یعنے ہر شخص اپنی قابلیت اور استعداد فطری کے موافق اوس کا نشان دیتا ہے اسی لئے اون کے مشاہدوں میں اختلاف ہوا ہے اور سریان ذات متعالی سے جو موجودات میں ہے غافل ہیں۔ اور انہیں حقیقت حال سے خبر نہیں فرماتے ہیں۔

۱۱۰ منزه ذاتش از چند وچه وچوں
تعالیٰ شانُهٗ عمّا یقولون

یعنے ذات حق کم وماہی وکیف سے منزہ ہے۔ اور اوسکو ساتھ کسی چیز کے کسی طرح نسبت نہیں ہے اس لئے کہ اوس حضرت میں کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ جب سواے اس کے کوئی موجود ہی نہیں ہے تو اوس کی دلیل سواے اوس کے نہیں ہو سکتی کہ لَا یَحْمِلُ عَطَایَاهُمْ اِلَّا مَطَایَاهُمْ اور سالک راہ طریقت کی نہایت روش اس کے سوا نہیں ہے کہ حق کی تجلی میں محو اور متلاشی ہووے۔ اور اپنی اصلی عدمیت

اوس سے نسبت جو ہے اوس کی کہیا اوس سے اوس کی شان بالاتر ہے۔ ۱۲

عطیات کو اونہی کے سواریاں اوٹھا سکتی ہیں

کے طرف رجوع کرے۔

سوال - کدامی فکر مارا شرط راہست

۱۱۱ چرا گہ طاعت و گاہے گناہست

یعنے سایل پوچھتا ہے کہ وہ فکر جو سالکان راہ حقیقت کے لئے ضروری ہے کونسی ہے۔ اور کیا سبب ہے کہ وہی فکر کبھی طاعت کبھی گناہ ہوجاتی ہے۔

جواب - درآلاء فکر کردن شرط راہست

۱۱۲ ولے در ذات حق محض گناہ است

چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ تفکروا فی الاء اللہ ولا تفکروا فی ذات اللہ یعنے اللہ تعالےٰ کے نعمتوں میں فکر کرو۔ اور اوسکی ذات میں فکر نہ کرو یہاں مراد آلا سے صفات و افعال الہیٰ ہے۔ جو تمام نعمتوں کا منشا رہے

۱۱۳ بود در ذات حق اندیشہ باطل
محال محض دان تحصیل حاصل

جب ذات حق تعالےٰ ہستی مطلق سے مراد ہے۔ اور دلیل کو بھی ہستی ضرور ہے۔ پس جو چیز کہ ذہن میں یا خارج میں تصور اوس کا کرکے معرفت ذات حق کے لئے وسیلہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ اوس چیز سے بھی زیادہ حاضر و حاصل ہے کیونکہ عام خاص سے زیادہ ظاہر ہے پس تفکر ذات حق میں تحصیل حاصل ہے اور یہ باطل محال ہے اسی لئے فرمایا

۱۱۴ چو آیاتست روشن گشتہ از ذات
نگردد ذات او روشن ز آیات

١١٥ همه عالم بنور اوست پیدا
کجا او گردد از عالم هویدا

١١٦ نگنجد نور ذات اندر مظاهر
که سبحات جلالش هست قاهر

یعنے تمام اعیان موجودات ممکنہ نور حق سے متجلی ہیں اور اوس تجلی کے واسطہ سے ان اشیا کی صورت ہے۔ اور کوئی شئے اوس کے ظہور کا سبب نہیں ہوسکتی ہے۔ کیونکہ کوئی چیز اوس کے سواے نہیں ہے تا اوس کے ہویدائی کا وسیلہ بن سکے۔ بلکہ تمام تعینات اسما و تعینات حق سے ظاہر ہیں۔ اور جب نور تجلی ذاتی ہووے تو موجب رفع تعینات ہے اس لئے کہ نور ذات مظاہر میں گنجایش نہیں رکھتا ہے۔ اور اوس کے سبحات جلال یعنے انوار عظمت کبریائی سب کو مٹا دیتے ہیں۔ ۵

اے شاہ عالم سوز من — وے ماہ جان افروز من
اے ساز من اے سوز من — کے بینمت بار دگر

١١٧ رہا کن عقل را با حق همی باش
که تاب خور ندارد چشم خفاش

یعنے جب معرفت حقتعالے وسایل و دلایل سے حاصل نہیں ہوسکتی ہے پس عقل وسیلہ جوئی کو چھوڑ دے۔ اور مرشد کامل کے ارشاد کے موافق ہمیشہ یاد حق میں رہ۔ تا آئینہ دل زنگ کثرت سے مصفا ہوکر مجلا و محل تجلی الٰہی ہووے۔ اور حق سے حق کو

مشاہدہ کرے اور بوسیلہ آلہ کے کہ فکر ہے معرفت تامہ حاصل ہووے یہی طریقہ اولیا و انبیا کا ہے۔ اور عقل اس جگہ مثل خفاش ہے۔ اس لئے فرمایا کہ۔

۱۱۸ دراں موضع کہ نور حق دلیلست
چہ جائے گفتگوئے جبرئیلست

۱۱۹ فرشتہ گرچہ دارد قرب درگاہ
نگنجد در مقام لی مع اللہ

۱۲۰ چو نور او ملک را پر بسوزد
خرد را جملہ پا و سر بسوزد

یعنے جب نور تجلی الٰہی راہبری کرتا ہے۔ سالک بغیر واسطہ کے حق تک پہونچ جاتا ہے۔ اور مرتبہ انسان کامل کا بلحاظ حصول جمعیت اسماے الٰہی و حقایق کونی کے مقرب فرشتہ سے بھی افضل ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لِی مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُ فِیْہِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ۔ بعض کہتے ہیں کہ یہاں نبی مرسل سے مراد آنحضرت کی ذات مقدس ہے آخر وہ بھی تعین ہے۔ اور تعین کو اوس حضرت میں گنجایش نہیں ہے چنانچہ فرمایا کہ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا۔ اسی مقام طرف اشارہ ہے۔

میرے لئے اللہ کے ساتھ ایک ایسا وقت بھی ہے جس میں فرشتہ مقرب اور نبی مرسل کو بھی دخل نہیں ۱۲ [illegible]

۱۲۱ بود نور خرد در ذات انور

بساں چشم سر در چشمۂ خور

یعنے جسطرح دیدۂ ظاہر آفتاب کے دیکھنے سے خیرہ و تاریک ہوتا ہے اسیطرح دیدۂ عقل نور تجلی ذاتی سے تاریک ہوجاتا ہے اور غایت قرب عدم رویت کا سبب ہے۔ جسطرح فرماتے ہیں۔

۱۲۲ جو مبصر با بصر نزدیک گردد
بصر ز ادراک و تاریک گردد

یعنے جسطرح دیدہ کی نسبت کرتے مرئیات کا بہت نزدیک ہونا سبب تاریکی بصر اور عدم ادراک مبصر ہوتا ہے۔ یہی حال دیدۂ باطن کا بھی ہے۔ جبکہ غایت نزدیکی سے دیدہ میں تاریکی ہوتی ہے اور ادراک حاصل نہیں ہوتا اس لئے فرمایا۔

۱۲۳ سیاہی گر بدانی نور ذاتست
بتاریکی درون آب حیاتست

یعنے سیاہی کہ مراتب مشاہدات میں دیدۂ بصیرت سے جو سالک کو نظر آتی ہے وہ بسبب نہایت نزدیکی کے بصر و بصیرت کو حاصل ہوئی ہے۔ اور اوسی تاریکی میں نور ذات ہے جو مقتضی فنا ہے اور آبحیات بقا باللہ جو موجب حیات سرمدی ہے۔ خلاصہ یہ کہ جو اس معنی کو ذوق سے حاصل نکرے اوس سے جسقدر بیان کیجے ستر و خفا بڑھتا جاتا ہے۔

۱۲۴ سیہ جز قابض نور بصر نیست

نظر بگذار کیں جائے نظر نیست

یعنی نور سیاہ جو غایت قرب سے ہے وہ نور بصر کو قبض کرتا ہے اور بصیرت اوس حال میں بے ادراک ہوتی ہے اسی لئے کہا کہ نظر چھوڑ دے ۔ کیونکہ نظر ناظر و منظور کو چاہتی ہے ۔ اور یہ مقام نظر نہیں ہے ۔ کیونکہ یہاں مرتبہ فنا و محو تعینات و رفع اثنینیت ہے

۱۲۵ چہ نسبت خاک را با عالم پاک
کہ ادراکست عجز از درک ادراک

یعنی نہایت کمال ممکن یہ ہے کہ اپنی اصلی آدمیت کے طرف رجوع کرے ۔ اور اپنی نادانی و نیستی کو جانے ۔ اور یقین کرے کہ نہایت علم و ادراک عدم ادراک ہے ۔ کیونکہ مدرک حقیقی غیر متناہی ہے ۔ اور علم متناہی یہی مقام حیرت و استغراق ہے اور یہی ہے کہ ظہور فَنَاءُ مَنْ لَمْ یَکُنْ وَبَقَاءُ مَنْ لَمْ یَزَلْ اور بحکم اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا یعنے ہستی ہست کو اور نیستی نیست کو راجع ہووے ۔ پس ممکن امکانیت کے لحاظ سے ہمیشہ نیست و ظلمت میں ہے اس لئے فرمایا ۔

۱۲۶ سیہ روئی ز ممکن در دو عالم
جدا ہرگز نشد واللہ اعلم

یعنی سیہ روی جو مراد ظلمت و نیستی وجہ امکانیہ ہے ہرگز ممکن سے جدا نہوگی ۔ اور ہستی ممکن عبارت ظہور وجود واجب سے ہے

جو کچھ تمہارے پاس ہے تمام ہو جاویگا اور باقی وہی رہیگا جو اللہ کے پاس ہے ۱۲

اوسکی صورت میں یہی وجہ باقی ہے ۔ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۔

۱۲۷ سواد الوجہ فی الدارین درویش
سواد اعظم آمد بے کم و بیش

اصطلاح صوفیہ میں فقر فنا فی اللہ سے مراد ہے ۔ اور یہ سواد وجہ سواد اعظم ہے ۔ اس لئے کہ سواد اعظم وہ ہے کہ جو کچھ چاہیں اس میں ہووے ۔ اور جو کچھ تمامی مراتب موجودات میں مفصل ہے اس مرتبہ میں بطریق اجمال ہے ۔ جیسے جھاڑ تخم میں ۔ چونکہ یہ مقام بیان کرنے سے اعلےٰ ہے اس لئے فرمایا کہ ۔

۱۲۸ چہ میگویم کہ ہست این نکتہ باریک
شب روشن میان روز تاریک

احتمال ہے کہ مراد شب روشن سے ذات احدیت ہووے بسبب بیرنگی و بے تعینی کے شب سے تشبیہ دیگئی ہے ۔ اس لئے جسطرح رات میں کسی چیز کا ادراک نہیں ہوسکتا ہے اسیطرح مرتبہ ذات میں کہ مرتبہ فنا ظاہر ہے ادراک و شہود نہیں رہتا اور روشن اس لئے کہا کہ سب اشیاء اوسی کی روشنی سے نمودار ہیں ۔ اور روز تاریک سے مراد تعینات و کثرت امکانی ہے جو مثل روز نمود رکھتے ہیں لیکن فی حد ذاتہا تاریک و عدم ہیں پس باوجود ظہور کے مخفی نظر آتے ہیں ۔ چونکہ اکثر اظہار اسرار

تجلیات باعث طعن و انکار ہے اس لئے فرماتے ہیں۔

۱۲۹ درین مشہد کہ انوار تجلیست
سخن دارم ولے ناگفتن اولیست

مشہد محل شہود ہے۔ اور تجلی سے مراد مَا یَنْکَشِفُ لِلْقُلُوْبِ مِنْ اَنْوَارِ الْغُیُوْبِ ہے۔ اور جبکہ دل سالک مصفی ہوتا ہے اوس میں انوار الٰہی متمثل بجمیع الوان ہو کر چمکتے ہیں۔ اور حقتعالی بصورت وکیفیت و بے صورت وکیفیت اوس کے دل پر جلوہ گری فرماتا ہے۔ کیونکہ حق کو مثل نہیں ولیکن مثال ہے۔ اور تجلی موسی شجرۂ وادی ایمن سے اسی قبیل سے ہے اور حدیث رَأَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ چونکہ ہستی مطلق سوائے ہستی مطلق کے نظر نہیں آسکتی اس لئے فرمایا کہ۔ تمثیل۔

جو غیبی انوار قلوب پر منکشف ہوں

میں نے اپنے پروردگار کو اچھی صورت میں دیکھا

۱۳۰ اگرچہ خور بچرخ چارمین است
شعاع نور ذاتش برزمین است

۱۳۱ اگر خواہی کہ بینی چشمۂ خور
تراحاجت فتد باجرم دیگر

۱۳۲ چو چشم سرندارد طاقت وتاب
توان خورشید تابان دید درآب

۱۳۳ ازو چون روشنی کمتر نماید
در ادراک تو حالی میفزاید

یعنے کہ جب مشاہدہ جرم آفتاب کا پانی میں کریں تو اوسقدر مانع رویت نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ ایک طرح کا ادراک ہوسکتا ہے اس تمثیل سے غرض معقول کا محسوس پر قیاس کرنا ہے اسی لئے فرمایا کہ

۱۳۴ عدم آئینہ ہستیست مطلق
کزو پیداست عکس تابش حق

یعنے ہستی مطلق کہ نور مطلق ہے اگر مقابل میں اوس کے ایسی چیز نہو وے کہ نور مطلق کا اشراق کمتر نظر آوے تو کسی وجہ سے مدرک نہوسکے گا اور مقابل ہستی کا نیستی کے سواے نہیں ہے پس عدم وجود کا آئینہ ہوا یہاں عدم سے مراد اعیان ثابتہ ہیں۔ یعنے ماہیات ممکنہ جسکا نام صور علمیہ بھی ہے۔ اور نور وجود نے اون کے استعدادات و قابلیات کے موافق اوس میں ظہور کیا۔ یعنے آئینہ عدم سے کہ اعیان ہے عکس تابش نور وجود حق ظاہر ہے۔ اور حقتعالے صورت اعیان میں ظہور کیا۔ اور اونکے آثار و احکام وجود میں ظاہر ہیں۔ اور وہ اوسیطرح معدوم ہیں اور یہ مسئلہ بغیر کشف کے کماینبغی سمجھ میں نہیں آتا۔

۱۳۵ عدم چوں گشت ہستی را مقابل
درو عکسے شد اندر حال حاصل

۱۳۶ شد آں وحدة ازیں کثرة پدیدار
یکے را چوں شمردی گشت بسیار

یعنے وہ وحدۃ حقیقی کہ وہ ہستی مطلق ہے اس آئینوں کی کثرت سے
کہ اعیان ثابتہ ہے ظاہر ہوئی۔ باوجودیکہ کثرت تعینات میں ظہور
کی ہے۔کسیطرح کی کثرت حقیقت میں اوس وحدۃ کے لازم نہو وے
مثل واحد کے کہ دو بار گنے تو دو ہووے۔ اور تین بار گنے تو تین
ہووے۔ اور اسی پر قیاس کر۔ لیکن وہ وحدۃ ہر گنتی میں ایک
صفت کی خصوصیت اور ایک اسم سے ممتاز ہوی۔ اور اوس کمالات
صفات کی نہایت نہیں ہے جسطرح فرمایا۔

۱۳۷ عدد گرچہ یکے دارد بدایت
ولیکن نبودش ہرگز نہایت

جان کہ واحد مبدأ و منشار جمیع اعداد ہے۔ اور تمام عدد اوسی سے
حاصل ہوے ہیں بلکہ وہی ہے کہ تمام اعداد کا عین ہے۔ لیکن
عدد کو نہایت نہیں ہے۔ اور اوس میں اشارہ ہے ظہورات
الٰہی کے عدم انحصار کے طرف اور ظاہر ہے کہ جب آئینہ صاف
ہوگا صورت بھی نظر آئیگی اس لئے فرمایا کہ۔

۱۳۸ عدم در ذات خود چوں بود صافی
ازو تا ظاہر آمد گنج مخفی

۱۳۹ حدیث کنت کنزاً را فروخواں
کہ تا پیدا بہ بینی سر پنہاں

جبکہ نیستی آئینہ ہستی ہے اسی لئے مرشدان طریقت سالکوں کو

فرماتے ہیں کہ نفی خواطر اور باطن کو غیر سے خالی کرنے میں کوشش کریں۔ تا اونکا دل بعضے صفات کی ہستی سے متصف ہووے۔ تا اوس نیستی کے واسطہ سے نمایندگی کی قابلیت پیدا ہو کر حقتعالے کی تجلی دیکھے۔ ۵

| | |
|---|---|
| آنکہ او بے نقش و سادہ سینہ شد | نقشہائے غیب را آئینہ شد |
| آئینہ دل چون شود صافے و پاک | نقشہا بیند بروں از آب و خاک |
| ہم ببیند نقش و ہم نقاش را | فرش دولت را و ہم فراش را |

حدیث قدسی۔ كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِكَيْ اُعْرَفَ اس بات کی دلیل ہے یعنے ذات حق جو ہستی مطلق ہے اپنے کمال نورانیت میں مخفی تھی۔ اور تمام کا ظہور تجلی شہودی پر موقوف تھا کہ مراد ظہور حق سے ساتھ صور اعیان ثابتہ کے ہے پس خَلَقْتُ الْخَلْقَ لِكَيْ اُعْرَفَ اسی تجلی کے طرف اشارہ ہے اور ظہور و خفی امر نسبی ہیں ورنہ ادراک و شعور ہرگز ذات سے منفک نہیں ہے۔ شہود اجمالی میں اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ ہے اور شہود تفصیلی میں اِبْنَ اٰدَمَ اَنَا بِحَقِّيْ لَكَ مُحِبٌّ فَبِحَقِّيْ عَلَيْكَ كُنْ لِيْ مُحِبًّا جبکہ پایا اس معنی کا صورت عکس میں کہ عالم ہے سوائے انسان کے نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ

۱۴۰ عدم آئینہ عالم عکس و انساں
چو چشم عکس در وے عکس پنہاں

عالم کو کہ واسطہ واکہ علم کا ساتھ وجود حق کے ہے عالم کہتے ہیں

میں گنج مخفی تھا پس پسند کیا میں نے اپنا ظاہر ہونا اور پہچانا جانا سو پیدا کیا میں نے خلق کو تاکہ پہچانا جاؤں ۱۲

بیشک اللہ تعالیٰ تمام عالم سے یقیناً بے پروا ہے ۱۲

اے ابن آدم میں بلحاظ اوس حق کے جو تیرے لئے ہے تیرا دوست ہوں پس تو بھی بلحاظ اوس حق کے جو مجھ پر ہے میرا دوست ہو جا ۱۲

یعنے عدم کہ اعیان ثابتہ ہے آئینہ وجود حق ہے۔ اور عالم اوس وجود کا عکس ہے کہ بواسطہ تقابل کے آئینہ عدم میں ظاہر ہوا۔ اور اوس عکس کو ظل بھی کہتے ہیں اس لئے کہ جسطرح ظل نور سے ظاہر ہے۔ اور نور سے قطع نظر کریں تو عدم ہے۔ اسیطرح عالم نور حق سے پیدا اور روشن ہے اور ذات کے نظر کرتے عدم و ظلمت ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلیٰ رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ یعنے تو دیدہ اعتبار نہیں کھولتا ہے۔ اور نہیں دیکھتا ہے کہ حقتعالے کسطرح وجود اضافی کو جو پرتو نور وجود حقیقی ہے۔ اعیان ممکنات پر ممتد و منبسط کیا ہے۔ اور انسان اس عکس کا جو عالم ہے آئینہ ہے۔ جسطرح کہ تمام چیزیں آنکھ سے نظر آتی اور ظاہر ہوتی ہیں اسیطرح اسرار الٰہی انسان سے ظاہر ہوتی ہیں اور ایجاد عالم سے جو مقصود ہے وہ انسان ہی ہے۔ جب حقیقت میں صورت انسانی کہ چشم عالم ہے حقتعالے اپنا مشاہدہ جمال دکھلا رہا ہے اس لئے فرمایا کہ

تو چشم عکسی و او نور دیدہ
بدیدہ دیدہ را دیدہ کہ دیدہ

یعنے انسان چشم عالم ہے جو عکس وجود حق ہے۔ اور حقتعالے اس دیدہ کا نور۔ یعنے انسان العین ہے۔ جاننا چاہئے کہ ایک شخص آئینہ میں اپنے (پتلی) عکس کو دیکھتا ہے۔ اور جو شخص میں ہے وہ عکس میں بھی ہونا چاہئے جسطرح اصل کو آنکھ ہے اوسی طرح عکس کو بھی ہے اور جسطرح دیکھنے والے کے دیدہ میں تمام صورت عکس کی منطبع ہے

تفسیر آیہ الم تر الی ربک

کیا تو نے اپنے پروردگار کے طرف نہیں دیکھا کہ کسطرح سایہ پھیلایا ہے۔ ۱۲

عکس کے دیدہ میں بھی تمام صورت دیکھنے والے کی منطبع ہوگی حاصل
معنی دوسرے مصرع کے یہ ہیں کہ بدیدہ یعنے ساتھ انسان کے کہ کہا گیا
چشم عکس ہے دیدہ را یعنے انسان العین کو کہ حقتعالے مراد ہے جو نور
دیدہ ہے۔ کیونکہ دیدہ بسبب اوس کے دیکھتا ہے۔ یعنے دیدہ انسان العین
جو انسان میں پنہاں ہے دیدہ ہے۔ یعنے بواسطۂ انسان کے حق کو
دیدۂ حق دیکھا اور خود آپ اپنے خودی کا دیکھنے والا ٹھیرا۔ یہ عجب نکتہ
ہے کہ حقتعالے ایک وجہ سے انسان العین ہے اور ایک وجہ سے
انسان انسان العین ہے جبکہ عالم ساتھ انسان کے جو بجای اوس کے
دیدہ کے ہے مثل ایک شخص کے ہے جس کا نام انسان کبیر ہے۔ اور
اس سبب سے کہ انسان حقیقت و خلاصہ سب کا ہے ایک علحدہ جہاں
ہے۔ اور فی الواقع جو نسبت حقتعالے کو انسان سے ہے وہی نسبت
انسان کو جہاں سے ہے جسطرح فرمایا کہ۔

۲۴۱ جہاں انسان شد و انسان جہانے
ازیں پاکیزہ تر نبود بیانے

یعنے جہاں ساتھ انسان کے انسان کبیر ہے۔ اور انسان سب کا
خلاصہ ہو کر ایک علحدہ جہاں ہے۔ اور جسطرح کہ حقتعالے انسان میں
تجلی فرما کر اور اوس کا دیدہ ہو کر اپنے دیدہ سے خود کو مشاہدہ فرمایا
اسیطرح انسان جہاں میں پیدا ہو کر اور دیدۂ جہاں ہو کر اپنے کو آپ
مفصلاً مشاہدہ کیا۔ اور جبکہ جو کچھ ہے حقیقت میں سب ہستی حق ہے۔

اور اوس کے سوا کچھ نہیں ہے۔ فرمایا کہ

۱۴۳ چو نیکو بنگرے در اصل ایں کار
ہمو بینندہ ہم دیدہ است و دیدار

۱۴۴ حدیث قدسی ایں معنی بیاں کرد
فبی یسمع و بی یبصر عیاں کرد

لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احبّہ فاذا احببتہ کنت سمعہ وبصرہٗ ولسانہ ویدہٗ ورجلہ فبی یسمع وبی یبصر وبی ینطق وبی یبطش وبی یمشی یعنے ہمیشہ بندہ مجھ سے ساتھ نوافل کے نزدیک ہوتا ہے۔ نوافل سے مراد طاعات وعبادات نافلہ ہیں۔ یہانتک کہ میں اوسکو دوست رکھتا ہوں۔ جب اوسکو دوست رکھتا ہوں تو اوس کے کان اوسکی آنکھ۔ اوس کی زبان۔ اوس کا ہاتھ۔ اور اوس کا پاؤں ہوجاتا ہوں پس مجھ سے سنتا۔ مجھ سے دیکھتا۔ مجھ سے کہتا۔ مجھ سے پکڑتا۔ مجھ سے چلتا ہے۔ شاعر نے کیا خوب کہا۔ ع

| | |
|---|---|
| ایں سعادت ہر کرا و رابر گرفت | خاک پایش را فلک بر سر گرفت |
| ہر کہ او از خود بکلی وا نرست | ماندش ذرّے ازیں دریا بدست |
| خود محبت فارغ از ما و منست | ہر کہ او را دوست خود را دشمن است |

۱۴۵ جہاں را سر بسر چوں آئینہ داں
بہر یک ذرہ در وے مہر تاباں

جان کہ عالم من حیث المجموع مثل آئینہ ہے۔ حقتعالے تمامی وجوہ

اسمار تفصیل سے اوس میں دکھلایا ہے۔ اور پھر ہر ذرہ اس عالم
سے ایک آئینہ ہے کہ حقتعالے اون وجوہ اسمار میں سے ساتھ ایک
وجہ کے اوس میں منعکس ہوا ہے کیونکہ ہر ذرہ صورت ایک اسم کی
اسماے الٰہیہ سے ہے کہ وجہ اوس اسم کی اوس صورت میں ظاہر
ہے اور یہ معلوم ہے کہ ہر ایک اسم اسماے جزوی سے ہو یا کلی سے
متصف جمیع اسما سے ہے اس لئے کہ تمام اسما ذات احدیت سے
متحد ہیں۔ اور ایک دوسرے سے بسبب خصوصیات صفات و
نسب کے ممتاز ہیں۔ اور صفات و نسب بالقوۃ لازم ذات ہیں
اور ذات سے منفک نہیں ہوسکتے ہیں۔ پس ہر ایک چیز میں تمام چیز ہوگی
جسطرح ایک چیز میں تمام موجودات حقیقت میں ہیں۔ لیکن اوسکا تعین
مانع ظہور ہے۔ اسکو سر تجلیات کہتے ہیں۔ کہ عارف ہر شے میں تمام
اشیار کا مشاہدہ کرتا ہے۔

۱۴۶ اگر یک قطرہ را دل بر شگافی
برون آید ازو صد بحر صافی

یعنے اگر ایک قطرہ کا دل بھی چیرا جاوے۔ اور جو کچھ اس کے
باطن میں مخفی ہے ظاہر ہووے۔ اور تعین قطرہ اوٹھے۔ اور
اپنے قید خودی سے چھوٹے باوجود اس کے کہ وہ قطرہ ایک جزو
صغیر ہے۔ سو صاف دریا بلکہ بے شمار نکل پڑیں۔ کیونکہ جو کچھ کدورت
ونقص سے ہے تعین کا لازمہ ہے اور جب تعین نہ رہا جسکو دیکھو صاف ہے

۱۴۷ بهر جزوی ز خاک ار بنگری راست
ہزاراں آدم اندروے ہویداست

یعنے خاک کے ہر جزو میں ہزاروں آدم پیدا و ظاہر ہے اور ہوسکتا ہے کہ فعل میں آئیں اس لئے کہ سب کی حقیقت ایک ہے۔ اور وہی ایک حقیقت تمام صورتوں میں موافق تفاوت قابلیات و استعدات کے ظہور پائی ہے۔

۱۴۸ بہ اعضا پشہ ہم چند پیلست
در اسما قطرہ مانند نیلست

یعنے مچھر کا چھوٹا وجود اور ہاتی کا بڑا۔ اعضا میں مثل ایک دوسرے کے ہے اعنی جو عضو ہاتی کو ہے مچھر کو بھی ہے۔ اور قطرہ کو نسبت نیل سے یہ ہے کہ دونوں کو پانی کہتے ہیں۔ یہ اوس سر کے طرف اشارہ ہے کہ تمام اشیار کی حقیقت جس سے ہے وہ ایک چیز ہے۔

۱۴۹ درون حبہ صد خرمن آمد
جہانے در دل یک ارزن آمد

۱۵۰ بہ پر پشہ درجاے جانے
درون نقطہ چشم آسمانے

یہ سب اوسوقت ظاہر ہوتا ہے کہ قید تعین سے خلاصی پاے۔

۱۵۱ بداں خردی کہ آمد حبہ دل
خداوند دو عالم راست منزل

حبۂ دل وہ نقطہ خون سیاہ ہے کہ اصل حیات ہے۔ اور اسی سے حیات وفیض تمام اعضا کو پہونچتا ہے۔ اور باوجود اس خردی کے محل ظہور عظمت حق ہے۔ اور ہر ایک مرتبہ مراتب وجود سے صرف دل انسان کامل ہی میں سمایا ہے جسطرح لایسعنی کی حدیث میں آیا ہے

۱۵۲ در و در جمع گشتہ ہر دو عالم
گہے ابلیس گردد گاہ آدم

جبکہ دل انسان مظہر جمعیت الٰہیہ ہے۔ اور حقایق مراتب ظاہر و باطن کہ جس سے مراد ہر دو عالم ہے دل انسان میں جمع ہوے ہیں۔ کبھی غلبہ اسماے جلال سے ابلیس ہوتا ہے اور ایک وقت بمقتضاے اسمار جمالی کے آدم ہوتا ہے لیکن ہر جمال کو جلال ہے۔ اور ہر جلال کے پیچھے جمال ہے جسطرح فرمایا۔

۱۵۳ بہ بیں عالم ہمہ درہم سرشتہ
ملک در دیو و شیطان در فرشتہ

یعنے دیو کے ساتھ فرشتہ ہے کیونکہ ہر چیز کے ہمراہ فرشتہ ہے اور فرشتہ میں شیطان ہے جسطرح آسمان پر شیطان فرشتوں کے ساتھ تھا۔ ارض عالم میں آفاق وانفس عقل ونفس روح وطبیعت کہ سب ایک دوسرے پر مترتب ہیں اس لئے فرمایا۔

۱۵۴ ہمہ با ہم بہم چوں دانہ و بر
ز کافر مؤمن و مومن ز کافر

یعنی جسطرح مقصود تخم سے نفع اور پھل ہے۔ اسیطرح خیر و شر مومن و کافر باہم ملے ہوئے ہیں۔ اور سبب کمال ایک دوسرے کے ہیں۔

۱۵۵ ہم جمع آمدہ در نقطۂ خال
ہمہ دورِ زماں روز و مہ و سال

یعنی نقطہ خال کہ مراد حضرت الٰہیہ سے ہے بسبب امتداد معنوی کے کہ ظہور میں اوس حضرت کے ملاخطہ کرتے ہیں اوسکو وقت دایم کہتے ہیں اور بسبب مرتبہ کے بہایت غیب مطلق ہے۔ اوس کے آثار احکام ظہور شہاوت میں اور خروج قوۃ سے فعل میں کہ جس سے مراد ماضی مستقبل ہے ایک جاے ایک ہی دفعہ میں بے ملاخطہ تقدم و تاخر کے اوس نقطۂ خال میں حاضر و جمع ہیں۔

۱۵۶ ازل عین ابد افتاد باہم
نزول عیسے و ایجاد عالم

یعنی حضرت الہیہ میں ازل و ابد کہ مراد اولیت و آخریت اشیار موجودہ سے ہے ملے ہوئے ہیں۔ اور اوس کے علم میں برابر ہیں۔ ایجاد عالم اور نزول عیسیٰ باہم معلومیت الہٰی کے لحاظ سے ایک ہیں۔

۱۵۷ ز ہر یک نقطہ زیں دور مسلسل
ہزاراں شکل میگردد مشکل

دور سے مراد حرکت کوکب ہے کہ مبدا رمعین سے ایک خاص حرکت ہوکر پھر اوسی مبدے کو پہونچ جانا۔ اور دور مسلسل سے جو دایرہ میں حرکت

دوری سے جو صورتِ وجود پیدا ہوتی ہے مراد ہے۔ یعنے اس دائرہ مسلسل نے بمقتضائے ظہور و اظہار اس شیونات مختلفہ غیر متناہیہ کے مرتبہ علم سے عین میں آتے ہیں۔ اور پھر اپنے اصل کے طرف عود کرتے ہیں

۱۵۸ ز ہر یک نقطہ دوری گشتہ دایر
ہمو مرکز ہمو در دور سایر

یعنے تمام اشیار اسماسے دایر ہیں اور اسما ایک ذات سے۔ پس البتہ ان دوایر غیر متناہیہ کا مرکز۔ اور اس تمام دوایر کے دور میں سایر وہی ہے سوائے اس کے کوئی موجود حقیقت میں نہیں۔

۱۵۹ اگر یک ذرہ را برگیری از جاے
خلل یابد ہمہ عالم سراپاے

یعنے مجموعہ اجزا عالم حکمت کاملہ سے اس ترتیب پر واقع ہے کہ ایک ذرہ بھی اوس کی جاے سے علیحدہ کریں وہ وضع نہ ہے۔ اور ترتیب عالم جو واقع ہوئی ہے مختل ہو جاے اور تمام عالم میں خلل آجاے۔

۱۶۰ ہمہ سرگشتہ و یک جزو از ایشاں
بروں ننہادہ پا از حد امکاں

یعنے تمام عالم سرگشتہ وجویاں اوس حقیقی مقصد کا ہے۔ اور اجزا رعالم سے ایک جز باوجود اون کے صورتوں میں حقیقتہ الحقایق ظاہر ہونیکے حد امکاں سے پاؤں باہر نہیں رکھ سکتا۔ اور قید امکانیہ میں محبوس ہے

۱۶۱ تعین ہر یکے را کردہ محبوس

بجزویت بکلی گشتہ مایوس

یعنی تعین تشخص بواسطہ شیون نسب کے جو ایک وجود کو عارض ہوا ہے
ہر ایک کو اس افراد عالم سے محبوس و مقید کیا ہے۔ اور عالم اطلاق کی
سیر کرنے نہیں دیتا۔ اور اوس حقیقت پر کہ جو سب کی صورۃ میں تجلی کی ہے
واقف ہونے نہیں دیتا۔

۱۶۲ تو گوئی دایما در سیر و حبس اند
کہ پیوستہ میان خلع و لبس اند

یعنی ممکنات کہ مراد عالم سے ہے بحسب اقتضاے ذاتی کے جانب
عدم بسرعت تمام ساری ہے۔ پس کہے تو ہمیشہ سیر میں ہے۔ جب نفس
رحمانی سے امداد وجودی بغیر انقطاع کے پہونچتے ہی اونکو قید وجود میں محبوس
رکھتی ہے۔ اور اپنی عدمیت کے طرف پلٹنے نہیں دیتی تو موجد کے لحاظ سے
ہمیشہ حبس میں ہے۔ یعنی ممکن ہر لحظہ لباس وجود نکالنا چاہتا ہے۔ اور
نفس رحمانی ہمیشہ لباس وجود پہناتا ہے تو وہ ہر آن میں خلق جدید میں ہے
چنانچہ بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ میں اسیطرف اشارہ ہے۔

۱۶۳ ہمہ در جنبش و دایم در آرام
نہ آغاز یکے پیدا نہ انجام

یعنی عالم کو دو اعتبار ہیں۔ ایک اپنی ذات کے اعتبار سے اور دوسرے
موجد کے لحاظ سے۔ اور بواسطہ دو اعتبار کے دو امر مخالف اس میں
دیکھے جاتے ہیں جنبش ممکن کی اپنے مرکز کے طرف جو عدم ہے ضرور ہے

اور نفس رحمانی مقام ہستی میں آرام و سکون ہے۔ اور کوئی شخص نہیں جانتا ہے کہ ان مراتب کی ابتدا کب ہوئی۔ اور نہایت کب ہوگی۔

۱۶۴ ہمہ از ذات خود پیوستہ آگاہ
وز انجا راہ بردہ تا بدرگاہ

جب حقتعالے الجمیع اشیار و اعیان کے متجلی ہے۔ اور علم و حیات لازم ذات الٰہی ہے۔ جہاں ملزوم ہوگا البتہ لازم بھی ہوگا۔ یعنے تمام عالم اپنے ذات سے بقوۃ یا بفعل آگاہ ہے۔ تو اب درگاہ حضرت الٰہیہ تک راہ پاسکتے ہیں کیونکہ ذات حق بھی سب کے صورتوں میں متجلی و ظاہر ہے۔

۱۶۵ بزیر پردۂ ہر ذرہ پنہاں
جمال جاں فزائے روئے جاناں

یہ بات عجایب شیونات الٰہی سے ہے کہ عین ظہور میں مخفی اور عین خفا میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور تعینات و تشخصات اوس جمال کے پردہ ہیں

قاعدہ تمثیل ۱۶۶ تو از عالم ہمیں نامے شنیدی
بیا برگو کہ از عالم چہ دیدی

۱۶۷ چہ دانستی ز صورت یا ز معنی
کدامست آخرت چونست دینی

یعنے عالم سے تو یہی ایک لفظ مراد سمجھا ہے۔ بلکہ عوالم غیر محسوس بہت ہیں اور دنیا اوس عالم سے مراد ہے کہ نفس انسانی جس میں

بدن سے متعلق ہے اور بواسطہ آلات بدنی کے اخلاق و اعمال سیئات
وحسنات سے حاصل کرتا ہے۔ اور آخرۃ وہ عالم ہے کہ بدن کی مفارقت
کے بعد اوس جگہ ان اخلاق و اعمال کا بدلہ ملیگا۔

۱۶۸ بگو سیمرغ و کوہ قاف چہ بود
بہشت و دوزخ و اعراف چہ بود

جاننا چاہئے کہ سیمرغ حقیقت انسانی سے مراد ہے کہ حقتعالے ساتھ
تمامی اسمار و صفات کے متجلی و ظاہر ہے جسطرح کہ لوگ کہتے ہیں کہ کوہ قاف
تمام عالم کو محیط ہے اسیطرح حقیقت انسانی تمام حقایق عالم کو شامل ہے
اور اسیطرح بہشت و دوزخ کے بھی منظاہر تمام عالم میں ہیں۔ کیونکہ اونکے
اعیان کہ صورت علمیہ ہیں۔ علم الٰہی میں ہیں۔ اور عالم روحانی ہیں وجود
جسمانی سے پہلے بھی اونکا وجود تھا۔ اور اس دار دنیا میں بھی اون کے
وجود کے ثبوت کے لئے یہ حدیث ہے۔ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ
وَجَنَّةُ الْکَافِرِ اور اونکا وجود کا برزخ مثالی میں ہونے کے لئے یہ
دلیل ہے۔ اَلْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ۔ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النِّیْرَانِ
اور عالم انسانی میں جو سب کا منتخب ہے وہاں بھی اونکا وجود ہے اسلئے
کہ مرتبہ روح اور اوس کے کمالات عین نعیم جنت ہے اور مقام نفس و ہوا
ذات جہیم ہے۔ اور اون کے مرتبوں کا آخر منظاہر دار آخرۃ ہے جو عالم
بدلے کا ہے۔ اور اعراف مرتبہ سابقوں کا ہے۔

۱۶۹ کدام است آنجہاں کو نیست پیدا

که یک روزش بود یکسال اینجا

یعنے ایک روز عالم برزخ کا یہاں کا ایکسال ہے۔ اور ایک روز عالم ربوبیت کا ہزار سال ہے جسطرح کہ فرمایا اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ اور ایک روز عالم الوہیت کا پچاس ہزار سال کا ہے۔ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ یعنے جسقدر کثافت کمتر ہوتی ملاحظہ بُعد درمیان مبدأ و معاد۔ اور ازل و ابد کے کمتر ہوتی ہے۔ اور ظہور علم و انکشاف معلومات و حقایق امور زیادہ ہے۔

۱۷۰ ہمیں نبود جہاں آخر که دیدی
نه ما لا تبصرون آخر شنیدی

یعنے یہی عالم شہادت محسوس نہیں ہے جو تو دیکھتا ہے۔ بلکہ دوسرا عالم ادراک حواس سے بالاتر ہے اسی لئے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ۔

۱۷۱ بیا بنما که جابلقا کدامست
جہان شہر جابلسا چه نامست

جابلقا بڑا شہر ایک مشرق میں ہے۔ اور ایک بڑا شہر جابلسا بھی جابلقا کے مقابلہ میں مغرب میں ہے۔ اہل تاویل کے پاس جابلقا عالم مثال ہے کہ جانب مشرق ارواح کے واقع ہے جو برزخ ہے درمیان میں غیب و شہادت کے۔ اور صور عالم پر مشتمل ہے۔ اور

جابلسا عالم مثال اور عالم برزخ ہے کہ ارواح بعد مفارقت نشۂ دنیویہ
کے اوس جاے میں رہینگے۔ اور یہ برزخ جانب مغرب اجسام کے
واقع ہے اکثر لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ یہ دونوں برزخ ایک ہیں۔ لیکن
جاننا چاہئے کہ دونوں برزخ علیحدہ علیحدہ ہیں۔ کیونکہ جو صورتیں
ارواح کو برزخ آخر میں لاحق ہوتے ہیں وہ صورتیں اعمال نتایج
اخلاق وافعال ملکات کے ہیں جو نشاۂ دنیاوی میں حاصل ہوے تھے
بخلاف برزخ اول کی صورتوں کے۔ لیکن وہ دونوں عالم روحانی
ہیں اور جوہر نورانی غیر مادّی ہونے میں ایک ہیں۔ اور جب ہر عالم کو مشرق
و مغرب ہے بلکہ ہر مرتبہ اور ہر فرد کو افراد موجودہ سے مشرق و مغرب
ہے اس لئے فرمایا۔

۱۷۲ مشارق با مغارب ہم بیندیش
چو ایں عالم ندارد از یکے بیش

شیخ فرماتے ہیں کہ مشارق و مغارب میں تامل کر کہ قرآن شریف
میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ
جمع ہے حالانکہ اس عالم میں محسوس صرف ایک مشرق اور ایک مغرب ہے
اسی سے معلوم ہوا کہ عالم اسی عالم ظاہر میں منحصر نہیں ہے۔ بلکہ عوالم لطیفہ
غیر محسوس ہیں۔

۱۷۳ بیاں مثلہن از ابن عباس
شنو پس خویشتن را نیک بشناس

سلطان

سلطان المفسرین ابن عباس فرماتے ہیں کہ اگر میں اس قول الٰہی کی تفسیر بیان کروں تو مجھے تم رجم کروگے اور کافر کہوگے وہ آیۃ یہ ہے۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَھُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَھُنَّ۔

۱۷۴ تو در خوابی و این دیدن خیال است
ہر آنچہ دیدۂ از وے مثال است

جیسے کہ کوئی شخص چند صورتیں خواب میں دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ محقق الوجود ہیں۔ اور یہ سمجھتا ہے کہ صور خیالیہ ہیں جو خارج میں وجود نہیں رکھتے ہیں۔ اسیطرح تو عالم کو وجود حقیقی جانتا ہے اور خواب غفلت میں ہے حالانکہ جو تو دیکھتا ہے حقیقت میں عکس و مثال وجود حق ہے۔ اعیان ممکنہ کے آئینہ سے نمودار ہوا ہے۔ حق کے سوا دوسرے کو وجود ہی نہیں ہے

| | |
|---|---|
| این نقشہا کہ ہست سراسر نمائش است<br>عالم مثال ذات و ظلال صفات اوست | اندر نظر چو صورت بسیار آمدہ<br>نقش دوئی چو صورت پندار آمدہ |

۱۷۵ بصبح حشر گردی چوں تو بیدار
بدانی کاں ہمہ وہم است پندار

یعنے جب صبح حشر ہوگی اور خواب غفلت سے تو بیدار ہوگا تو تعینات و کثرت نظر سے اوٹھ جائیگی اور وہ جو کہ متفرق تھا مجتمع ہو جاویگا۔ توحید ظاہر ہو جاویگی۔ اوسوقت سمجھے گا کہ وجود واحد بہ سبب کثرت مظاہر کے کثیر نظر آتا تھا۔

۱۷۶ چو برخیزد خیال از چشم احول

اللہ ہی تو ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور اونہی کی طرح زمینیں ان میں احکام نازل ہوتے رہتے ہیں ۱۲

زمین و آسماں گردد مبدل

یعنے صبح حشر سے مراد وصول سالک کا مقام توحید تک ہے کہ کونین اوس کے نظر میں بہ سبب نور وحدانیت کے محو و منطمس ہوتا ہے اور خیال چشم احول جو ایک کو دو دیکھتا تھا نظر سے اوٹھ جاتا ہے اور یقیناً سمجھتا ہے کہ وجود حقتعالے کیلئے ہے اور خیال وہم و پندار اور زمین و آسمان مبدل ہوے ہیں یعنے وہ خیال کہ خواب غفلت میں دیکھتا تھا جو غیریت ہے بسبب صبح حشر کے تمام عینیت ہوجاتی ہے۔

177 چو خورشید عیاں بنمایدت چہر
نماند نور ناہید و مہ و مہر

یعنے تجلی ذات احدی جو خورشید عیاں ہے آئینہ قلب سلیم سالک حق بیں میں رخ دکھاوے تو اوسکے چمک کے سامنے نور زہرہ و ماہ و آفتاب ظلمت آباد عدم کی راہ لیں اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ کوئی نور وجود خیالی محاذی ممکنات کا جو نظر آتا تھا تاب نور تجلی ذات الٰہی میں محو مطلق ہووے۔ اور بسبب ظہور حق بصفت اطلاقی کے قیامت قایم ہووے۔ دوسروں کے لئے جو اودھار ہے اس کیلئے نقد ہے۔ ۵

جبکہ سورج دھندلا جائے اور جبکہ ستارے جھڑ جائیں

| | |
|---|---|
| ہر کہ گوید کو قیامت اے صنم | خویشتن بنما قیامت یک منم |
| ایں قیامت زاں قیامت کے کم است | آں قیامت زخم و ایں چوں مرہم است |

178 فتد تا آب ازاں در سنگ خارہ
شود چوں پشم رنگیں پارہ پارہ

یعنے وہ نور تجلی ذات جو خورشید عیاں ہے سخت پتھر پر خواہ وہ کوہ آفاقی

ہاں یا

ہوں یا انفسی یہ دونوں اس کے ہیبت سے مانند رنگین روی کے پارہ پارہ ہو جاوینگے اور محو و متلاشی ہونگے وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ۔

۱۷۹ بکن اکنوں کہ کردن می توانی
چو نتوانی چہ سود آنگہ کہ دانی

یعنے جو کچہ کرنا ہے اب کر اور کسی پیر کامل کے دامن کو پکڑ لے اور اپنے اختیار کو اوس کے اختیار میں محو کر جیسے میت غسال کے ہاتھہ میں ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ متوجہ سوی حق ہو اور عادت صدق عادات افعال کے کر اور مشتہیات و لذات نفسانی سے اعراض کر۔ اور نفس کو رزایل اخلاق و نقایص اعمال سے پاک کر۔ اور ساتھہ طاعات بدنی کے بمقتضاے شرع شریف مشغول ہو۔ اور افراط و تفریط سے مجتنب رہ۔ اور جو چیز کہ مانع توجہ بجانب حق ہو اوس سے بالکل منہ پھیر لے۔ اور قلت کلام و طعام و منام کو اپنا شعار بنا۔ اور ایک قدم اپنے پیر کے امر سے باہر نہ رکھہ۔ جب یہ مقدمات اور اسباب مرتب ہونگے دل سالک کہ جام جہاں نماے حق ہے ساتھہ نور قدس و طہارت کے روشن ہوگا اور زنگ طبیعت سے مصفا ہوگا اور جب عالم سفلی ظلماتی سے قطع تعلق کرے گا۔ اوسکی روح عالم علوی طرف پرواز کریگی۔ اور آسمان و عرش کے طرف عروج ہوگا

اور روحانیہ وملایکہ سے مناسبت پیدا ہوگی۔ اور انوار الٰہی اس کے پار دل میں چمکنے لگینگے اور اسی دیدۂ باطن سے ملاقات ایسی جو غایت مقاصد و نہایت مرام ہے حاصل ہوگی۔ یعنے ابھی قوت بدنی جو اسباب تحصیل اس مطلوب کا ہے جس میں ضعف نہیں آیا ہے سلوک و ریاضت ہوسکتی ہے اور تجھے یہ کمالات حاصل ہوسکتے ہیں ورنہ کچھ بھی حاصل نہیں۔

۱۸۰ چہ می گویم حدیث عالم دل
ترا اے سرنشیب وپاے درگل

یعنے حدیث عالم دل کہ عروج سوے عوالم لطیفہ ہے اور مشاہدۂ انوار تجلیات الٰہی ہے میں تجھ سے کیا بیان کروں۔ چونکہ تو اپنا سر مراتب کمالات قلبی و روحی سے نیچے کرکے اَسْفَلَ السَّافِلِیْنَ کے طبیعت کے طرف جھکایا ہے۔ اور پاؤں تیرا سیر دسلوک کا لذات جسمانی و مشتہیات نفسانی کے کیچڑ میں پھنس گیا ہے اور تو حصول مال و جاہ میں مقید ہوگیا ہے۔ اور اوراک کمالات معنوی سے کہ لذات ابدی ہے بالکل محروم ہے۔

۱۸۱ جہان آن تو و تو ماندہ عاجز
زِ تو محروم ترکس دیدہ ہرگز

یعنے تمام جہان تیرے لئے پیدا ہوئی ہے اور تجھے اپنے معرفت کے لئے پیدا فرمایا ہے جس طرح

حدیث قدسی میں آیا ہے۔ یا ابن آدم خلقت الاشیاء کلھا لاجلک و خلقتک لاجلی

۱۸۲ چو محبوساں بیک منزل نشستہ
بدست عجز پائے خویش بستہ

۱۸۳ نشستی چوں زناں در کوے ادبار
نمیداری ز جہل خویشتن عار

یعنی ہوائے نفس میں تو گرفتار ہے۔ اور سلوک کو طے نہیں کرتا اور ظاہری صورت دیوپر مثل عورتوں کے مرتا ہے اور تو اپنے جہالت سے نہیں نکلتا

۱۸۴ دلیران جہاں آغشتہ درخوں
تو سر پوشیدہ ننہی پائے بیروں

یعنی طالب قرب مولے جو سالک راہ طریقت ہیں اپنی شجاعت و دلیری سے نفس امارہ کا ہمیشہ مقابلہ کر رہے ہیں اور اس لڑائی میں اپنے دل کا خون جگر کھا رہے ہیں۔ اور تو پردۂ تقلید سر پر ڈالکر عورتوں کے مانند طعن و ہوا کے گھر میں بیٹھا ہوا ہے اور ہمت کا پاؤں میدان طلب میں نہیں رکھتا۔

۱۸۵ چہ کردی فہم ازیں دین العجایز
کہ بر خود جہل میداری تو جایز

سے یعنے تو اس حدیث سے یہ سمجھا ہوا ہے کہ جسطرح بوڑھیاں
تفکر و استدلال معرفت میں نہیں کرتے ہیں تجھے بھی چاہئے
کہ طلب معرفت یقینی کرے حالانکہ حدیث کے یہ معنی
ہیں کہ تمام احکام شرعیہ مامورات و منہیات میں
کہ دین جس سے عبارت ہے چاہئے کہ بطریق
انقیاد و متابعت مانند بوڑھیوں کے رہے اور عقل
و ہوا و نفس کو اس میں دخل نہ دیں اور بے ضرورت
کوئی تاویل خلاف ظاہر نکرے۔

۱۸۶ زناں چوں ناقصاں عقل و دینند
چرا مرداں رہ ایشاں گزینند

اسلئے کہ خود حدیث میں آیا ہے کہ هُنَّ نَاقِصَاتُ
الْعَقْلِ وَالدِّيْنِ یعنے عورتیں عقل و دین میں ناقص
ہیں۔ تو پھر کسطرح ہوگا کہ ہم بوڑھیوں کے تابع رہیں۔
بلکہ اتباع سے مراد عدم تاویل ہے اور جو عقل
میں نہ آوے اس میں خود کو ادراک حقیقت سے قاصر
سمجھیں کیونکہ کمال معرفت اس سے اعلےٰ ہے کہ اس
کے حقایق کو ہر شخص پاسکے

۱۸۷ اگر مردی برون آئی سفر کن
ہر آنچہ آید بہ پیش زان گذر کن

## ضمائر ارباب بصائر پر مخفی نہ رہے کہ

یہانتک شرح ابیات کا ترجمہ ختم ہوگیا۔ اب حسب وعدہ مندرجۂ دیباچہ تتمہ ابیات کا درج کرنا غور کر رہیں اس لئے غیر ضروری سمجھا گیا کہ اصل کتاب نایاب نہیں ہے اور اہل مطبع نے کافی اجرت لینے کے علاوہ انعام واکرام کا متوقع کرنیکے بعد بھی نہایت دق کر دیا ہے۔

ہزارہا روپیوں کی محنت اور ایک مشت صدہا روپیہ کا صرفہ اور اہل مطابع کے نغمہ سرایاں کو گوارا کرنے کے قطع نظر خواہشمندوں کی یہ کمال قدردانی ہے کہ کوئی خرید کرنا تو خیر مفت دیں تو بپاس خاطر لے لیتے ہیں مگر مطالعہ کو فرصت نہیں ملتی موسم میں بار بار آم شریفہ موز خربزہ و بیر وغیرہ کے خریدنے میں دریغ نہیں ہاں البتہ ایک مرتبہ خریدی کتاب میں تامل ہے

ے
ہر کسی کا شغل میں دنیا کے دل
روز و شب اور ہر گھڑی ہے مشتغل
دین کے کاموں میں ہے ہر کوئی سست
ہزل کے باتوں میں ہے چالاک و چست
پر نہیں امید اوس سے اس قدر
کہ پڑھے کچھ شوق سے یہ مختصر

بہرحال اس کی معافی چاہی جاتی ہے اور سہو کتابت کی بھی۔ فقط

## ہ

تیرا مسکن تیرا روضہ میرا قبلہ میرا کعبہ — تیری صورت خدا کی ہی کروں تجکو نکیوں سجدہ
خدا کو ڈھونڈتا ہے کہاں اے واعظِ نادان — ڈھنڈورہ شہر میں بچہ بغل میں ہی یہی قصہ
نظر میں رکھ ہمیشہ مرشدِ کامل کی صورت کو — اگر تو چاہتا ہے دیکھنا اللہ کا جلوہ
محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اصل سب کا فرع کل ہے کائنات اسکی — اسی سے ہے بقا سبکو اسی سی ہی جہان زندہ
ہمارے واسطے پیدا کیا اللہ نے تم کو — اگر پیدا نہوتے تم نہ ہوتا یہ کبھی بندہ
وہی ظاہر وہی باطن ہی ہی جلوہ گر ہر جا — زباں پر میرے حائل ہے شریعت کا مگر پردہ
بفضلِ اکبر حضرتِ رہبر — ذبیح پرگنہ پر سخن و اقرب کا کھلا عقدہ

اے مرشدِ طریقت خوش رنگ رنگ رنگ دے — دُہل جائیں نقش کثرت وہ رنگ رنگ رنگ دے
واعظ کو ہے بہانہ حوروں سے دل لگانا — مانگی ہے کون جنت خوش رنگ رنگ رنگ دے
دل میں سرور آئے انکھوں میں نور آئے — آیا ہوں در پہ تیرے کچہ رنگ رنگ رنگ دے
یا تو شرابِ طہور دیدے یا تو جواب دیدے — مرشد میں صدقہ جاؤں کچہ رنگ رنگ رنگ دے

بنامِ خویش کردم ختم پایاں — الٰہی عاقبت محمود گردان

سُراغ میسری کتاب ہذا احاطۂ مدرسۂ اعزّہ عقب دفتر صفائی بلدہ مکان نمبر ۲۰۴۷
محمد عبد الرحمن صیغہ دار مجلس عالیہ عدالت و احمد عبد اللہ تنقیح ساز دفتر صدر محاسبی سرکار عالی
نشاخ بلدہ

تمت